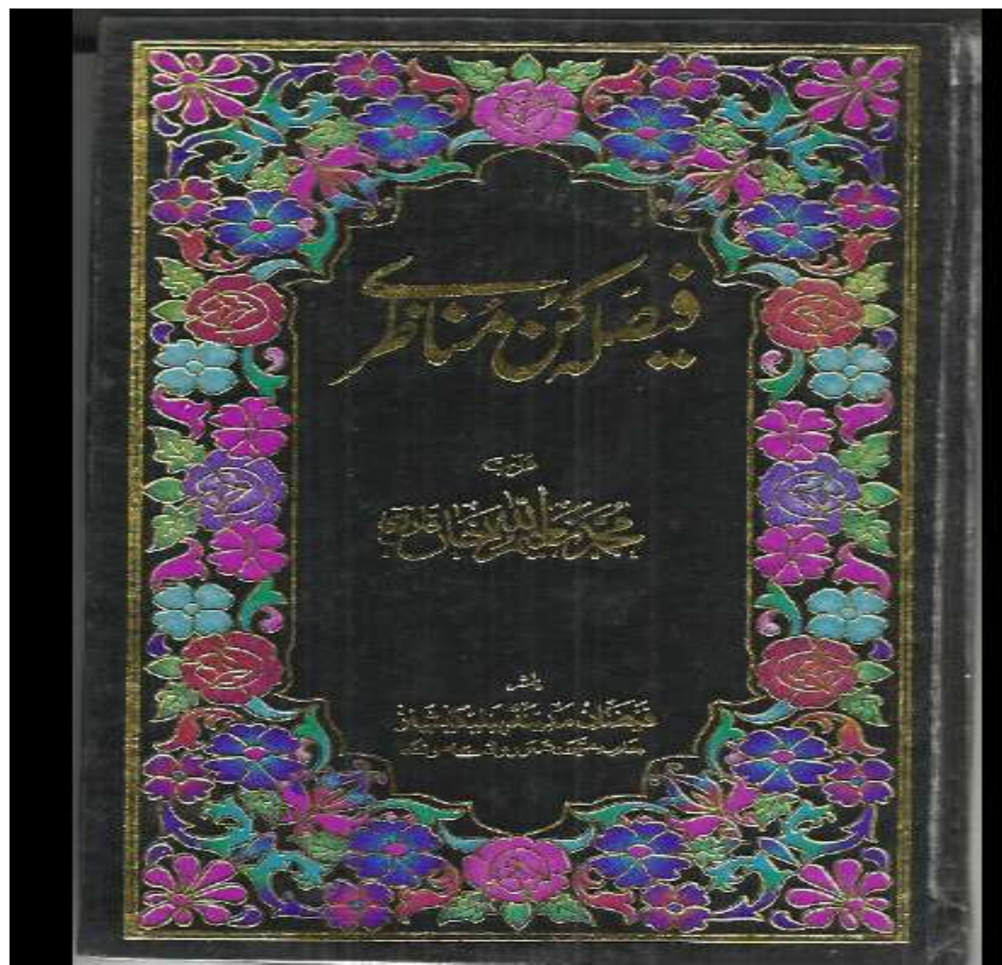

فیصلہ کن مناظرے
مرتب
ناشر

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

یہ رسالہ نافعہ مجالہ دیوبندیت ووہابیت کو مٹانے والا

حنفیت وسنیت کو زندہ رکھنے والا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مسمّٰی بنام تاریخی

ماجرائے مناظرہ تلون

۱۹۳۶ء

جس میں مناظرہ منعقدہ مابین اہلسنّت وجماعت وفرقہ وہابیہ دیوبندیہ واقعہ قصبہ تلون کی مفصل روئداد درج ہے

مرتبہ:

فاضل نوجوان ابوالمعارف حضرت مولانا مولوی محمد فضل کریم صاحب

عامر چشتی نظامی آمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ جس وقت آفتاب عالمتاب افق مشرق سے طلوع کر کے بزم کائنات کو اپنی شعاعوں سے روشن و منور کرتا ہے تو عالم کون و مکان کی ہر ایک چیز خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، مادی ہو یا نوری۔ سیاہ ہو یا سفید اپنی قابلیت و استعداد کے مطابق آفتاب سے اکتساب فیض کرتی ہے۔ لیلائے شب جس وقت محمل عدم میں روپوش ہو جاتی ہے اور خورشید عالمتاب اپنی تابانیوں سے عالم ارضی و سماوی کو منور کرتا ہے تو عالم موجودات کی ہر ایک چیز اپنے ظرف کے مطابق آفتاب سے مستفیض ہوتی ہے۔ طلوع شمس کے ساتھ ساتھ ہی باغ عالم میں ایک ایسا انقلاب عظیم رونما ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ جس سے چمن کی ہر پتی اور گل و لالہ کی ہر پنکھڑی سے وہ عطر بیزی ہوتی ہے جس سے ہزارہا مشام دماغ معطر ہو جاتے ہیں لیکن آفتاب جس وقت ناپاک اور گندی اشیا پر اپنی ضیا پاشیاں کرتا ہے تو اُن سے ایسی عفونت اُٹھتی ہے جو ہزارہا مہلک بیماریوں کا پیش خیمہ اور باعث ہوتی ہے۔

آفتاب محمدی نے جس وقت مشرقستان قدس سے طلوع کر کے خارزار عالم کو رشکِ گلزار ارم بنا دیا اور ظلمت کدہ جہان اور خاکدانِ گیتی کو مطلع خورشید خاور بنا دیا تو چمنستان سفلی و علوی کا ہر باشندہ بیساختہ بول اُٹھا ہے۔

نظر آتا ہے ہر گل زر بکف بہر خریداری
چمن میں تم کہ یوسف مصر کے بازار میں آئے

عالم کون و مکان کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ نے اُس سلطانِ عرب و عجم کا شاندار استقبال کر کے اپنی خوش ذوقی کا ثبوت دیا۔ طائران قدس محبوب لم یزلی کی آمد آمد پر خوشیوں کے شادیانے بجانے لگے۔ شاہدانِ پاکباز اُس کی خاکِ پا کو کحل البصر بنانا جادۂ محبت کی شرط اوّل جاننے لگے۔ کیوں نہ ہو

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

زمزمہ پردازانِ بزم طرب نے فرط انبساط سے وہ نغمہ سنجی کی کہ مرغ لاہوتی تک رقص کناں نظر آنے لگا۔ اگر ایک طرف ساکنانِ فرش اُس محبوب دو عالم کا طوق غلامی اپنے گلے میں ڈال کر اترانے لگے تو دوسری طرف حاملانِ عرش اُس کے آستانہ عالیہ پر جبیں سائی کرنے کو باعث صد نازش و افتخار جان کر کہنے لگے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغِ شوقِ سجود
جبیں رہے نہ رہے آستاں رہے نہ رہے

الغرض ہر کسی نے بمقدار چشم و گوش اُس ماہ نبوت کی تجلیوں اور تابانیوں کے انوار سے فیض حاصل کیا لیکن ناپاک اور خبیث روحیں ماہ نبوت کی ضیاباریاں دیکھ کر "عو" کے آوازے کسنے لگے بقول رومی:

ع...... مہ فشاند نور و سگ عو عو کند

اُن بد بخت اور نا سعید روحوں نے آفتاب نبوت و رسالت مدنی تاجدار سرکار ابد قرار کی شانِ اقدس گھٹانے میں ایڑی چوٹی کی ہمت صرف کر دی۔ کہیں حضور اقدس کے علم پاک کو (نعوذ باللہ) گدھے اور کتے کے علم سے تشبیہ دی اور کہیں شیطان اور ملک

الموت کے علم سے گھٹانے کی ناپاک کوشش کی۔ (العیاذ باللہ) لیکن وہ منہ کی کھائی کہ ابد الآباد تک نہ بھولیں گے۔ جب خدائے لایزال اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمائے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ تو یہ بد بخت کون جن کو شانِ رسالت میں مجال اور موزون ہو۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا (اعلیٰ حضرت)

ان گستاخانِ دربار رسالت کو جب بھی اُن کی ان رذیل حرکات پر لعنت ملامت کی گئی تو یہ دریدہ دہن زیادہ شوخ اور دلیر ہوتے گئے اور اپنے تمام بکواسوں کو سچا ثابت کرنے کیلئے نئی نئی تاویلیں گھڑنی شروع کیں اور انہی باتوں پر مناظرے منعقد کئے تا کہ ہماری زبان اور قلم سے نکلے ہوئے توہین آمیز الفاظ وحی آسمانی سمجھ کر ان کی پیروی کی جائے۔

ع...... چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

چنانچہ موضع تلون ضلع جالندھر کا زیر قلم مناظرہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اسبابِ انعقاد مناظرہ

قبل اس کے کہ ہم تلون کے معرکۃ الآرا مناظرہ کے واقعات قلمبند کریں ضروری سمجھتے ہیں کہ اس مناظرہ کے اسباب انعقاد معرض تحریر میں لائیں۔

جالندھر کے ضلع میں تلون نام ایک مشہور اور پرانا قصبہ ہے۔ یہاں کے باشندے سیدھے سادے سادہ لوح سنی حنفی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ چند سال سے ایک دیوبندی مولوی نے یہاں آ کر وہابیت کی ایمان سوز تبلیغ کرنی شروع کر دی اور اپنے ہم خیال چند جدت پسند چھوکروں کو لے کر مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ بات

بات پر بے چارے قدیم عقائد کے مسلمانوں کو کافر مشرک اور بدعتی کے خطاب دیئے جانے لگے اور زیارت قبور، گیارھویں شریف اور مولود و فاتحہ خوانی کو بدعت اور اس کے مجوز کو بدعتی کے لقب سے ملقب کرنا شروع کیا۔ ندائے یا رسول اللہ اور استمداد انبیاء و اولیاء کو شرک اور اُن کے مثبت کو مشرک کافر اور جہنمی کے خطاب سے مخاطب کیا

بے چارے مسلمان حیران کہ یا الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ بلائے ناگہانی ہم پر کہاں سے آنازل ہوئی اور کیوں ہم موردِ عتاب ٹھہرائے گئے۔ پہلے تو کچھ دنوں مسلمانوں نے خاموشی اختیار کی کہ شاید یہ لوگ اپنی مفسدانہ و موذیانہ حرکات سے باز آجائیں اور مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے سے رُک جائیں لیکن:

ع......"خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

روز بروز ان کے حوصلے بڑھتے گئے اور ہر صحیح العقیدہ معزز مسلمان کو مشرک و بدعتی بنانا شروع کیا۔ مسلمانوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور ہماری خاموشی اور شرافت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اپنے معاندانہ پروپیگنڈا کی آگ سے نکون کے خرمنِ امن کو خاک سیاہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں تو نکون کے چند معزز اور با رسوخ مسلمان اُن کے پاس گئے اور جا کر انہیں سمجھایا کہ تم ان مفسدانہ و فتنہ انگیز حرکات سے باز آجاؤ اور مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا کر اُن کے اندر تشتت و افتراق نہ پیدا کرو لیکن دیوبندی مولوی بجائے اس کے کہ اس معقول بات کو شکریہ کے ساتھ تسلیم کرتا اُلٹا اُن پر برس پڑا اور انہیں کہنے لگا کہ تم اپنے مولویوں کو بلا کر ہمارے ساتھ مناظرہ کراؤ تا کہ ان اختلافی مسائل کا تصفیہ ہو جائے۔ بے چارے سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمان مناظرے کے اصول و آئین سے ناواقف اُن کے جھانسے

میں آگئے اور جو انہوں نے کہا مان لیا۔ چنانچہ دیوبندی مولوی نے اپنی مرضی کے مطابق ایک تحریر لکھی اور اس پر اپنے دستخط کئے اور نکون کے ایک معزز مسلمان حکیم حافظ رحمت اللہ صاحب سے بھی دستخط کرا لئے۔ اس تحریر کی نقل درج ذیل ہے:

"مناظرہ منعقدہ بمقام نکون مسجد صوبیداراں۔ مورخہ ۱۰۔۱۱ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰۔۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ یوم جمعۃ المبارک و ہفتہ بوقت صبح ۹ بجے"

موضوعات مناظرہ:

(۱) مسئلہ علم غیب کلی

(۲) ندائے یا رسول اللہ باعتقاد حاضر و ناظر

(۳) استمداد لغیر اللہ نبیًا کان او ولیًا

(۴) پختہ قبور و گنبد بنانا و چراغ جلانا

(۵) فاتحہ مروجہ یعنی ختم علی الطعام

(۶) جو شخص علم غیب کلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہ ہو اس کے مسجد میں آنے سے مسجد پاک یا ناپاک؟

نوٹ: ہم تحریر دیتے ہیں کہ اگر وقت مناظرہ پر حاضر نہ ہوئے تو جھوٹے متصور ہوں گے

دستخط: مسکین رحمت اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہ حنفی چشتی نظامی نکونی

دستخط: الفقیر محمد حبیب اللہ عفی اللہ عنہ حنفی دیوبندی چشتی مقیم رائے پور

۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

حافظ رحمت اللہ صاحب یہ تحریر لے کر حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب چشتی نظامی مجسم پوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کو تمام واقعات سے آگاہ کیا

حکیم صاحب نے سن کر فرمایا کہ دیوبندی مولویوں پر تو تمام علماء عرب وعجم نے کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ لہٰذا پہلے وہ اپنا ایمان ثابت کریں۔ بعد اس کے باقی مسائل پر مناظرہ کریں گے۔ اصل اصول مسئلہ تو کفر اور اسلام کا مسئلہ ہے۔ جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو اُن کے ساتھ ان مسائل پر گفتگو کرنا لاحاصل ہے۔ سب سے پہلے ان کو اپنا اسلام ثابت کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد جس موضوع پر مناظرہ کریں ہم تیار ہیں چنانچہ حکیم صاحب موصوف کے مشورہ سے حافظ رحمت اللہ صاحب نے یہ تحریر مولوی حبیب اللہ دیوبندی کو روانہ کی۔

مکرمی مولوی حبیب اللہ!

چونکہ آپ کے اکابر علمائے دیوبند پر تمام علمائے عرب وعجم نے کفر کے فتوے دیئے ہیں اور تمام مسلمان تمہیں کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مناظرہ میں سب سے پہلے آپ کو اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد باقی مسائل پر مناظرہ ہوگا۔ جب تک آپ اپنا مسلمان ہونا ثابت نہیں کریں گے باقی مسائل میں آپ کی جماعت کے ساتھ گفتگو کرنا عبث ہے۔ یاد رہے کہ سب سے پہلا مسئلہ جس پر مناظرے کے دن گفتگو ہوگی۔ کفریات علمائے دیوبند ہے۔ فقط: حافظ رحمت اللہ عفا اللہ عنہ

دستخط "اہالیان تلون"

چنانچہ یہ تحریر مولوی حبیب اللہ دیوبندی کے پاس بھیجی گئی جو انہوں نے حاصل تو کر لی مگر جواب کسی مصلحت سے نہ دیا۔ آخرش حافظ رحمت اللہ صاحب نے بفحوائے السکوت فی معرض البیان بیان ان کی خاموشی کو رضامندی پر محمول کیا۔ چنانچہ حکیم محمد حسن صاحب محسم پوری نے اپنے دو آدمی رئیس الحکماء والمتکلمین شیخ

العلماء والمحدثین حضرت علامہ ابوالبرکات مولانا مولوی سید احمد صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کی خدمت میں روانہ کئے۔ جنہوں نے آپ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا اور آپ کو تلون تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت مولانا نے بکمال خندہ پیشانی اُن کی دعوت کو منظور کیا اور مناظرے کی تاریخ نوٹ کر لی چنانچہ دوسرے دن آپ نے مولانا ابوالمنظور نظام الدین صاحب ملتانی وزیرآبادی کو خط لکھا کہ آپ ۸ یا ۹ جولائی کو موضع تلون میں تشریف لے جائیں۔ ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ مقررہ پر وہاں پہنچ جائیں گے۔ مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب ہزاروی فاضل حزب الاحناف کو حضرت مولانا نے اُسی دن اُن آدمیوں کے ساتھ تلون روانہ فرمادیا تا کہ وہاں جا کر وہابیت کے رد میں تقریریں کریں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل علمائے کرام کو تلون میں تشریف لے جانے کی دعوت دی۔

(۱) فاضل نوجوان واعظ خوش بیان حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب رامداسی

(۲) حضرت مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب سیالکوٹی

(۳) حضرت مولانا مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب کاشمیری چشتی

(۴) حضرت مولانا سید سیف الدین صاحب مفتی زادہ کشمیر

(۵) حضرت مولانا مولوی مفتی نور محمد صاحب چتوڑی

(۶) حضرت مولانا مولوی غلام ربانی صاحب رامداسی

(۷) مولوی محمد فضل کریم عامر یعنی راقم الحروف کو بھی تلون میں شمولیت مناظرہ کیلئے ارشاد فرمایا۔

چنانچہ حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب بموجب اُن کی دعوت کے مع ان تمام علمائے کرام کے مورخہ ۸ جولائی ۱۹۳۶ء بروز چہار شنبہ (بدھ) لاہور سے ۴ بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر ۸ بجے شام کے قریب پھلور اسٹیشن پر اُترے۔ چوہدری مولانا بخش صاحب سیکنڈ ماسٹر سکول پھلور آپ کی آمد کی خبر سن کر اسٹیشن پر تشریف لائے اور باصرار مولانا صاحب کو اپنے دولت کدہ پر ساتھ لے گئے۔ چنانچہ مذکور الصدر علماء نے وہیں قیام فرمایا۔ علی الصبح موضع تلون کے اہلسنّت علمائے کرام کو لینے کیلئے پھلور پہنچے۔ چنانچہ حضرت مولانا صاحب مع جمیع علمائے کرام اور مع ان اشخاص کے جو آپ کو لینے آئے تھے گاڑی پر سوار ہو کر بگا اسٹیشن پر اُترے اور وہاں سے بذریعہ تانگہ تقریباً دس بجے دن کے رونق افراز تلونؔ ہو کر غازی عبدالمجید صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے آپ کی آمد کی خبر بجلی کی طرح تمام قصبہ میں پھیل گئی۔ قصبہ کے تمام صغیر و کبیر برناؤ پیر حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی ایک روز قبل تشریف فرما تھے جب انہوں نے حضرت قبلہ شاہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو وہ بھی فرطِ شوق سے علامہ ممدوح کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔

اُدھر وہابیوں کے گھروں میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی آمد نے ہل چل مچا دی اُن کو اس بات کی اُمید نہ تھی کہ شیر بیشہ اہلسنّت و جماعت حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب اتنے کثیر التعداد علماء کے ساتھ خود بنفس نفیس تشریف لائیں گے۔ جس وقت اُنہیں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی آمد کی خبر موصول ہوئی اُن کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور اُن کو یقین ہو گیا کہ اب قبلہ شاہ صاحب ہمارے آباؤ اجداد ملت کے

کفریات تمام لوگوں پر ظاہر کر دیں گے اور ہمارا رہا سہا وقار خاک میں مل کر عرصہ حیات ہم پر تنگ ہو جائے گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنی ابلیسانہ اور کمینہ حرکات سے لوگوں کو ہر طرح مشتعل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح یہ مناظرہ نہ ہونے پائے لیکن چونکہ اُن کی قسمت میں شرمناک شکست لکھی ہوئی تھی اس لئے اُن کی تمام مساعی بے کار ثابت ہوئیں۔ سب سے پہلے اُنہوں نے ایک اشتہار بہ عنوان ''تلون ضلع جالندھر میں عظیم الشان مناظرہ'' دیواروں پر چسپاں کیا۔ جس کا مضمون حد درجہ کا اشتعال انگیز اور مفسدانہ تھا اور اس میں علمائے اہلسنّت و جماعت کو خوب جی بھر کر کوسا گیا تھا لیکن الحمد للہ کہ اہالیان تلون پر اُن کی ان اشتعال انگیزیوں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور وہ نہایت صبر اور سکون سے کام لیتے ہوئے مناظرہ کی تیاریاں میں مشغول رہے اور ان کی ہچو قسم شر انگیز حرکات کی طرف اصلاً التفات نہ کیا۔ اُس روز یعنی ۹ جولائی ۱۹۳۶ء بروز پنجشنبہ چونکہ اہلسنّت و جماعت کی طرف سے ایک جلسہ کا اعلان کیا گیا تھا اور مقام جلسہ مسجد صوبیداران تجویز کیا گیا تھا۔ اس لئے وہابیہ دیوبندیہ کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے اور انہوں نے ہر ممکن کوشش اس میں صرف کی کہ کسی طرح اہلسنّت و جماعت کا جلسہ نہ ہونے پائے کیونکہ اُنہیں اندیشہ تھا کہ اگر سنیوں کا جلسہ ہو گیا۔ تو اُن کے علماء ہمارے پیشواؤں کے کفریات تمام لوگوں پر ظاہر کر دیں گے اور ہمیں یہاں سے بوریا بستر سمیٹنا پڑے گا۔

چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد جس وقت علمائے اہلسنّت و جماعت جلسہ گاہ میں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ وہابیوں کی طرف سے ایک رقعہ موصول ہوا جس کا

مضمون درج ذیل ہے:

مکرمی حافظ رحمت اللہ و غازی عبدالمجید صاحبان!

السلام علیکم! چونکہ کل صبح مناظرہ منعقد ہوگا اس لئے اگر میں آپ سے یہ مطالبہ کروں کہ اس وقت بقیہ شرائط مناظرہ طے ہو جانے چاہئیں تو غالباً آپ اس معقولیت سے انکار نہیں کریں گے۔ آپ از راہ نوازش دو نمائندے منتخب کر کے کسی مکان پر بھیج دیں اور حامل رقعہ کے ہاتھ اس مکان کا پتہ لکھ بھیجیں تا کہ ہمارے دو نمائندے بھی وہاں پہنچ جائیں اور طرفین باہمی سمجھوتے سے شرائط مناظرہ کا تصفیہ کر لیں۔ اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جائے مقررہ پر آپ کے اور ہمارے نمائندوں (چار اصحاب) کے علاوہ اور کسی کو وہاں نہ آنے دیں۔

(۲) دوسری بات نہایت اہم یہ ہے کہ آپ جائے مناظرہ (مسجد صوبیداران) میں آج شام جلسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمیں آپ کے جلسہ پر چراغ پا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جو میدان مناظرہ مقرر ہو چکا ہے اس میں قبل از مناظرہ جلسہ کرنا سراسر خلاف قاعدہ اور شرارت کا پیش خیمہ ہے۔ آپ کسی دوسری جگہ جلسہ کر سکتے ہیں لیکن وہاں (مسجد صوبیداران) جلسہ کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے اگر اس بات پر فساد وغیرہ ہو جائے تو اس کی ذمہ داری آپ کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت پر ہوگی"۔

(۳) تیسرا امر یہ ہے کہ آپ لوگ کئی روز سے انہی امور کے متعلق تقاریر کر رہے ہیں جن پر مناظرہ ہوگا۔ یہ بھی خلاف قاعدہ ہے لہٰذا اگر آپ کسی دوسری جگہ جلسہ کریں تو مناظرہ سے پہلے ان امور کا تذکرہ نہ ہونا چاہئے۔ گویا جب انہی امور کا مناظرہ میں

طے کرنا مقصود ہے تو "قبل از مرگ واویلا" لایعنی ہے۔ امید ہے کہ آپ معقولیت سے کام لیتے ہوئے امور بالا پر کاربند ہوں گے اور تصفیہ شرائط کیلئے اپنے نمائندے اور جگہ کا انتخاب کر کے فوراً اطلاع دیں گے۔ کم از کم اس امر میں تساہل نہ ہونا چاہئے۔

والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۶ء امیر حبیب اللہ خاں صدر جمعیت الاحناف ٹکون قلعہ

چنانچہ حافظ رحمت اللہ صاحب نے ایک رقعہ پر یہ تحریر لکھ کر واپس بھیج دیا اور دوسرا خود رکھ لیا۔

"پرچہ نمبر اوّل مل گیا۔ بقلم خود حافظ رحمت اللہ۔ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۶ء تین بج کر ۱۰ منٹ"

اس کے بعد مشورہ کیا گیا کہ چونکہ وہابیہ مناظرہ گاہ میں قبل از مناظرہ تقاریر ہونے سے خائف ہیں۔ لہٰذا جلسہ کسی اور مقام پر منعقد کر لیا جائے۔ مبادا اُن کی ناراضگی اُن کیلئے فرار کا بہانہ ہی بن جائے چنانچہ ایک دوسری مسجد میں جلسہ کا اعلان کیا گیا اور وہابیہ کو اُن کی تحریر کا جواب دے دیا گیا جو مندرجہ ذیل ہے:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

جناب امیر حبیب اللہ خاں صاحب!

بعد ما ہو المسنون۔ آنکہ آپ کی تحریر نمبر ایک آج تین بج کر ۱۰ منٹ پر موصول ہوئی۔ یہ بات آپ کی نہایت مناسب ہے کہ شرائط مناظرہ اور مبحث مناظرہ قبل از مناظرہ طے کر لئے جائیں۔ لہٰذا آپ اپنی جماعت کے پانچ آدمی منتخب کر کے مکان عبدالمجید صاحب پر پانچ سے چھ بجے تک بھیج دیں۔ دو آدمی بہت کم ہیں۔ جب

مناظرہ کرنا ہے تو کلیہ میں گڑ کیوں پھوڑا جاتا ہے؟ آپ ہی خیال فرمایئے کہ دو دو آدمی تخلیہ میں بیٹھ کر شرائط وغیرہ طے کریں گے تو عوام کو خواہ مخواہ بدگمانی ہوگی کہ تخلیہ میں بیٹھ کر دونوں فریق مل گئے ہیں۔ لہذا پانچ پانچ آدمی ضرور ہونے چاہئیں اور آپ کی خاطر سے ہم جلسہ وعظ مسجد میں نہیں کرتے ہمیں آپ کی رائے سے اتفاق ہے۔ تبلیغ واشاعت اور وعظ ونصیحت کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ حق بات کے اظہار پر کسی کو چراغ پا ہونے کا حق نہیں امید ہے کہ آپ بلا کسی پس وپیش وتامل کے وقت مقررہ پر اپنے نمائندے بھیج کر شرائط وغیرہ کا تصفیہ فرمائیں گے۔ فقط: ۹ جولائی ۱۹۳۶ء

چوہدری عطا محمد رکن حزب الاحناف از کلون

حضرت مولانا قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مع مولانا نظام الدین صاحب ملتانی وہیں ٹھہرے کہ اگر وہابیہ کے نمائندے آجائیں تو اُن کے ساتھ گفتگو کریں اور باقی تمام مولوی صاحبان جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب رامداسی نے ایک زبردست ولولہ انگیز اور وہابیت شکن تقریر کی اور دیوبندیہ کی عبارات کفریہ لوگوں کو سنائیں۔ جلسہ بڑا کامیاب اور پر لطف رہا۔ عصر کی اذان ہونے پر حضرت مولانا نے اپنی تقریر ختم کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

اُدھر حضرت مولانا شاہ ابوالبرکات صاحب وہابیہ کے نمائندوں کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آئیں تو اُن کے ساتھ شرائط کا تصفیہ کیا جائے لیکن بجائے اس کے کہ وہابیہ کے نمائندے آتے ہمارا رقعہ واپس آگیا جس کے ایک کونے پر لکھا ہوا تھا:

''تمام خط وکتابت کے ذمہ دار حافظ رحمت اللہ ہیں۔ ہمارے رقعہ

کا جواب انہیں کی طرف سے ہونا چاہیئے یا کم از کم میری تحریر پر اُن کے دستخط ہونے چاہئیں''۔

ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ کس طرح وہابیہ نے مناظرے سے بچنے کیلئے حیلے بہانے تراشنے شروع کئے۔ اگر حافظ صاحب کی عدم موجودگی میں چوہدری عطا محمد صاحب نے رقعہ کا جواب دے دیا تو کیا حرج ہوگیا۔ حالانکہ اُن کے رقعہ میں بھی بجائے مولوی حبیب اللہ کے (جن کے ساتھ پہلے خط وکتابت شروع تھی) امیر حبیب اللہ کا نام تھا لیکن ہم نے اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس رقعہ بازی میں وقت زیادہ خرچ ہوگا اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ رقعہ حاصل کر کے دستخط کر دیئے اب اگر حافظ صاحب کی بجائے چوہدری عطا محمد صاحب نے رقعہ پر دستخط کر دیئے تو کون سا اتنا بڑا حرج ہوگیا چنانچہ دوبارہ چوہدری عطا محمد صاحب نے مندرجہ ذیل تحریر مع اُس پہلی تحریر کے ایک آدمی کے ہاتھ روانہ کی۔

جناب حبیب اللہ صاحب!

''ہمارے محترم حافظ رحمت اللہ صاحب نور محل گئے ہوئے ہیں اور اپنی عدم موجودگی میں مجھے اپنا قائم مقام کر گئے ہیں۔ لہذا جب تک وہ نہ آئیں اُن کی جگہ مجھے تصور کیجئے''۔ چوہدری عطا محمد بقلم خود ۹ جولائی ۱۹۳۶ء

کافی دیر کے بعد وہابیہ کی جانب سے یہ جواب موصول ہوا:

''آپ کا رقعہ بجواب رقعہ نمبر ۱ ساڑھے پانچ بجے موصول ہوا۔ ہم پانچ آدمی شرائط بتایا طے کرنے کو ابھی آتے ہیں''۔ (امیر حبیب اللہ خاں، ۹ جولائی ۱۹۳۶ء)

چنانچہ شام کو چھ بجے کے قریب دیوبندی جماعت کے پانچ نمائندے

(۱) مولوی محمد علی جالندھری (۲) امیر حبیب اللہ خاں وغیرہم غازی عبدالمجید صاحب کے گھر آئے۔ اُن کے آتے ہی تمام لوگوں کو باہر کر دیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کی طرف سے گفتگو کرنے کیلئے مندرجہ ذیل پانچ نمائندے منتخب کئے گئے:

(۱) حضرت مولانا قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

(۲) حضرت مولانا مولوی نظام الدین صاحب ملتانی وزیر آبادی۔

(۳) جناب چوہدری عطا محمد صاحب رئیس تلون و سیکرٹری حزب الاحناف تلون۔

(۴) حضرت غازی عبدالمجید خاں صاحب۔

(۵) حضرت حکیم رحمت اللہ صاحب۔

جب فریقین کے نمائندے ایک کمرے میں بیٹھ گئے تو سلسلۂ گفتگو اس طرح شروع ہوا:

محمد علی دیوبندی۔ ’’میں کچھ عرض کر سکتا ہوں‘‘

قبلہ شاہ صاحب۔ ’’فرمایئے‘‘

محمد علی دیوبندی۔ ’’یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہم پانچ آدمی شرائط مناظرہ طے کرنے کیلئے آئیں ہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے اس کا جلدی تصفیہ فرما لیں۔ سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل مناظرہ میں کس مبحث پر گفتگو ہوگی اور اس کیلئے کتنا ٹائم رکھا جائے گا؟‘‘۔

قبلہ شاہ صاحب۔ ’’بس یا اس سے زیادہ کچھ فرمانا چاہتے ہیں‘‘

محمد علی دیوبندی۔ جی بس۔ ’’آپ پہلے اُس کا جواب عنایت فرمائیں‘‘

قبلہ شاہ صاحب۔ یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت پر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور تمام دنیائے اسلام کے نزدیک تمہاری جماعت کافر ہے۔ اس لئے کل سب سے پہلے آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ مسلمان بھی ہیں۔ یا نہیں؟ بعد ازاں باقی مسائل پر بحث کی جائے گی کیونکہ کفر اور اسلام کا مسئلہ موقوف علیہ ہے اور باقی تمام مسائل موقوف ہیں۔ جب تک موقوف علیہ مسائل کا پورا پورا تصفیہ نہ ہو جائے موقوف مسائل پر مناظرہ کرنا عبث اور بے فائدہ ہے۔ اس لئے سب سے پہلے جس مسئلہ پر مناظرہ ہونا چاہیئے وہ یہ مسئلہ ہے کہ آیا دیوبندی مسلمان ہیں یا کافر ہیں؟ جس وقت آپ اپنا اسلام ثابت کر چکیں گے تب باقی مسائل پر مناظرہ کیا جائے گا‘‘۔

محمد علی دیوبندی: ’’پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کو تلون میں کس نے بلایا ہے اور کیوں بلایا ہے‘‘؟

قبلہ شاہ صاحب: ’’مجھے حکیم محمد محسن صاحب محسم پوری نے بلایا ہے اور دیوبندی جماعت کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے آیا ہوں‘‘۔

محمد علی دیوبندی: ’’اور غالباً آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کن مسائل پر مناظرہ مقرر ہوا ہے‘‘

قبلہ شاہ صاحب: ’’جی ہاں مجھے بتایا گیا ہے کہ سات مسائل پر مناظرہ ہونے کا فیصلہ ہوا ہے۔ جن میں سے سب سے پہلا مسئلہ کفریات علمائے دیوبند ہے‘‘۔

محمد علی دیوبندی: ’’آپ کو غلط بتایا گیا۔ یہ مسئلہ کوئی طے شدہ مسئلہ نہیں جس پر مناظرہ کیا جائے۔ طے شدہ چھ مسائل ہیں۔ جو فریقین کے دستخطوں کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں (ایک کاغذ نکال کر) یہ دیکھئے یہ ہے وہ تحریر جس میں چھ مسائل درج ہیں اور یہ ہیں حافظ رحمت اللہ اور مولوی حبیب اللہ کے دستخط۔ آپ کو اس تحریر کا پابند ہونا پڑے گا اور

انہی چھ مسائل پر مناظرہ کرنا ہوگا۔

حافظ رحمت اللہ صاحب (مولوی حبیب اللہ سے) مولوی صاحب! وہ دوسری تحریر بھی دکھایئے جس پر ہمارے تمام آدمیوں کے دستخط موجود ہیں اور جس میں لکھا ہوا ہے کہ سب سے پہلے کفریات دیوبند پر مناظرہ ہوگا''۔

مولوی حبیب اللہ: ''ہمیں کسی تحریر کا حال معلوم نہیں اور نہ ہی ہم نے آپ کی کوئی اس قسم کی تحریر وصول کی ہے۔ نہ معلوم آپ کون سی تحریر پوچھ رہے ہیں''۔

حافظ رحمت اللہ صاحب: ''مولوی صاحب! میں وہ تحریر پوچھ رہا ہوں جو میں نے آپ کی خدمت میں روانہ کی تھی اور جس میں ہمارے تمام آدمیوں کے دستخطوں کے ساتھ یہ تحریر تھا کہ سب سے پہلے کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ ہونا چاہیے''۔

مولوی حبیب اللہ: ''نہ صاحب! ہمارے پاس آپ کی کوئی ایسی تحریر نہیں پہنچی۔ آپ خواہ مخواہ ہم پر الزام لگا رہے ہیں''۔

حافظ رحمت اللہ: ''آپ حلف اُٹھائیں کہ ہمارے پاس ایسی کوئی تحریر نہیں پہنچی''۔

مولوی حبیب اللہ: ''میں خواہ مخواہ حلف اُٹھاتا پھروں اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو گواہ پیش کریں۔ آپ مدعی ہیں آپ کو گواہ پیش کرنے چاہئیں''۔

حافظ صاحب: ''مولوی صاحب! آپ نے پڑھا نہیں کہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔ یعنی مدعی پر شہادت پیش کرنی لازم ہے اور اگر وہ شہادت پیش نہ کر سکے تو منکر قسم کھائے۔ اس لئے آپ یا تو وہ تحریر پیش کریں یا حلف اُٹھائیں کہ وہ تحریر ہمارے پاس نہیں پہنچی''۔

مولوی حبیب اللہ: ''دیکھئے حافظ صاحب! میں اُس تحریر کا پابند ہوں جو فریقین کی

منظوری سے لکھی گئی ہے۔ (کاغذ اُٹھا کر) یہ تحریر چونکہ ہماری دونوں جماعتوں کی منظور شدہ ہے۔ میرے اور آپ کے اس پر دستخط ہیں۔ اس لئے ہم دونوں فریق اس تحریر کے پابند ہیں۔ رہی آپ کی دوسری تحریر وہ چونکہ ہم نے منظور نہیں کی اس لئے وہ کچھ اہمیت نہیں رکھتی''۔

حافظ صاحب: ''مولوی صاحب! یہ بات آج آپ کو یاد آئی کہ ہم نے وہ تحریر منظور نہیں کی۔ آپ پہلے کہاں تھے؟! اگر آپ کو ہماری تحریر منظور نہیں تھی تو واپس بھیج دیتے۔ آپ کے پاس تحریر کا پہنچنا اور آپ کا وصول کرنا آپ کے بیان سے ثابت ہے۔ آپ کا اُس دن سے آج دن تک سکوت اختیار کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ کو ہماری تحریر منظور تھی۔ اس لئے ہمیں اور آپ کو اس تحریر کا ویسا ہی پابند رہنا پڑے گا جیسے اس پہلی تحریر کے پابند ہیں''۔

محمد علی: ''نہ صاحب ہمیں تو ان چھ مسائل پر مناظرہ کرنے کیلئے بلایا گیا ہے انہی پر مناظرہ کریں گے اور نئے مسئلے پر گفتگو کرنے کیلئے ہم ہرگز تیار نہیں''۔

مولوی نظام الدین صاحب: ''تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ مناظرہ سے بھاگنا چاہتے ہیں اس لئے کوئی بات نہیں مانتے۔ اتنا وقت آپ نے فضول ضائع کر دیا اور کسی فیصلے پر نہیں پہنچے۔ اب مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم سب نے نمازیں پڑھنی ہیں اس لئے آپ سب صاحبان تشریف لے جائیں لیکن یاد رکھئے کہ صبح ۹ بجے آپ کو ضرور مقام مناظرہ پر حاضر ہو کر مناظرہ کرنا پڑے گا''۔

چنانچہ تمام دیوبندی چراغ پا ہو کر چیختے شور مچاتے وہاں سے نکل گئے اور اہلسنّت و جماعت نے شام کی نماز حضرت قبلہ شاہ صاحب کی اقتداء میں ادا کی۔

بعد ازاں سنادی کے ذریعہ تمام قصبہ میں اعلان کیا گیا کہ آج رات کو بعد از نماز عشاء چھوٹے سکول کے پاس اہلسنت وجماعت کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب محسم پوری اور حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب رامداسی تقاریر فرمائیں گے۔

عشاء کی نماز کے بعد جم غفیر سکول کے پاس جمع ہوگیا اور جلسہ کی کاروائی باقاعدہ شروع کی گئی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد مظہر الدین صاحب نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور وہابیہ کے عقائد کفریہ کی بیخ کنی کی۔ آپ کے بعد حکیم صاحب موصوف نے بھی اسی موضوع پر ایک معقول اور مدلل تقریر کی اور جلسہ تقریباً ایک بجے کے قریب برخاست ہوا۔

================

مناظرہ کا پہلا دن

دوسرے دن صبح ۹ بجے رئیس الحکماء والمتکلمین شیخ العلماء والمحدثین حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب معہ تمام علمائے اہلسنت والجماعت جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک جم غفیر مسلمانوں کا تھا۔ آپ کی آمد پر جلسہ گاہ سے نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کی آوازیں بلند ہوئیں اور تمام مسجد اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے وہابیت شکن نعروں سے گونج اٹھی۔

دیوبندی مولوی بھی مع اپنی تمام ذریات کے مناظرہ گاہ میں آئے ہوئے تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ خیر المدارس جالندھر سیاہ اچکن پہنے عربی

رومال زیب گلو کئے ہوئے بڑے طمطراق سے ایک آرام کرسی پر لیٹے ہوئے تھے۔ دائیں جانب مولوی محمد علی جالندھری اور بائیں جانب مولوی عبد اللہ جالندھری براجماں تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب انکھیوں سے کبھی محمد علی کو اور کبھی عبداللہ کو دیکھ لیتے تھے اور پھر جھٹ مسکرا کر آنکھیں نیچے کر لیتے تھے۔ زیر لب کچھ آہستہ آہستہ سرگوشیاں بھی ہو رہی تھیں جن کی شنوائی سے ہمارے کان ہی نہیں بلکہ اسٹیج نشین تمام دیوبندی مولویوں کے کان بھی ناآشنا معلوم ہوتے تھے۔

سب سے پہلے حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب محسم پوری کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر بآواز بلند دعا فرمائی کہ یا الہ العالمین! اپنے حبیب پاک کے صدقے ہمارے اس مناظرہ کو کامیاب بنا دے۔ اس کو مجادلہ یا مکابرہ نہ بنائیو۔ باری تعالیٰ! یہ حق اور باطل کا معاملہ ہے اس میں حق کو فتح عطا فرما اور باطل کو سرنگوں کر۔ تمام حاضرین جلسہ آپ کے ہر کلمے پر بآواز بلند آمین کہتے تھے۔ دعا کو ختم کرنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہلسنت وجماعت کی طرف سے مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں جلسہ کی صدارت کیلئے کسی صاحب کا نام تجویز کروں۔ لہٰذا میں حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب رامداسی کا نام نامی صدارت کیلئے پیش کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ تمام حاضرین میری اس تجویز کے ساتھ اتفاق کریں گے۔ آپ کے تشریف رکھنے کے بعد حضرت مولانا سید محمد عبداللہ شاہ صاحب چشتی کاشمیری نے پرجوش الفاظ کے ساتھ حکیم محمد حسن صاحب کی تائید کی اور فرمایا مجھے یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ حکیم صاحب نے مولوی مظہر الدین صاحب کو صدارت کیلئے منتخب فرمایا۔ واقعی مولانا مظہر الدین صاحب اس منصب جلیل کے مستحق ہیں۔ مجھے حکیم

صاحب کی رائے سے پوراپورا اتفاق ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ تمام حاضرین جلسہ حکیم صاحب موصوف کی رائے عالیہ سے اتفاق کریں گے۔

(حاضرین جلسہ) منظور ہے منظور ہے!!

صاحب صدر حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین صاحب اللہ اکبر اور یارسول اللہ (ﷺ) کے فلک بوس نعروں کے درمیان کھڑے ہوئے اور ایک مختصر مگر ولولہ انگیز تقریر کرنے کے بعد گروہ وہابیہ سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنی جماعت میں سے کسی کو صدر منتخب کریں تا کہ مناظرہ کی کارروائی شروع کی جائے۔ چنانچہ ایک دیوبندی مولوی نے کھڑے ہو کر مولوی محمد علی جالندھری کی صدارت کا اعلان کیا۔

بعدازاں صدر اہلسنّت و الجماعت نے کھڑے ہو کر حاضرین جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ مناظرہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے فیصلہ کن مناظرہ ثابت ہوگا۔ آپ تمام حضرات دعا فرمائیں کہ جو فریق غلطی پر ہو خدا اُس کو ہدایت کرے اور اس کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اُتار کر حق بات سمجھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔ پھر آپ نے صدر دیوبند کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا وقت ضائع ہو رہا ہے لہذا تمام باتوں کو چھوڑ کر مناظرہ شروع کرنا چاہیئے۔

(صدر دیوبندیہ) ''جی ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے کہ مناظرہ شروع کیا جائے لیکن آپ فضول تقریروں میں وقت ضائع کر کے مناظرہ سے پہلوتہی کر رہے ہیں''۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ''بہت خوب۔ شاید آپ کا بھاگنے کا ارادہ ہوگا اس لئے چاہتے ہیں کہ ہمارے سر پر فرار کا الزام تھوپ کر خود نو دو گیارہ ہو جائیں''۔

(صدر دیوبندیہ) ''آپ فضول تقریروں میں خود وقت ضائع کر رہے ہیں

اور الزام مجھے دے رہے ہیں''۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ''اچھا اب باتیں رہنے دیجئے اور شرائط مناظرہ طے کیجئے''۔

(صدر دیوبندیہ) ''بسم اللہ۔ میری بھی یہی مرضی ہے۔ آپ اپنی طرف سے کس صاحب کو مناظرہ کیلئے کھڑا کریں گے؟''

(مولوی مظہر الدین صاحب) ''ہماری جماعت کی طرف سے شیخ العلماء والمحدثین حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔ مناظرہ کریں گے۔ آپ اپنے مناظر کا نام بھی ظاہر فرمادیں''۔

(صدر دیوبندیہ) ''ہماری جماعت کی طرف سے مولوی خیر محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ خیر المدارس جالندھر مناظرہ کریں گے''۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ''اچھا اب یہ فیصلہ کیجئے کہ سب سے پہلے کس مسئلہ پر مناظرہ شروع کیا جائے''۔

(صدر دیوبندیہ) ''آپ ہی فرمادیجئے''۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ''میرے خیال میں سب سے پہلے کفر و اسلام علمائے دیوبند پر مناظرہ کرنا چاہیئے۔ بعدازاں باقی مسائل پر مناظرہ ہو کیونکہ اصل الاصول کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ دیوبندی کافر ہیں یا مسلمان باقی مسائل پر مناظرہ کرنا عبث ہے''۔

(صدر دیوبندیہ) گھبرا کر ''مولانا صاحب! آپ نے پھر کل والا جھگڑا شروع کر دیا ہم کتنی دفعہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اس مسئلہ پر ہرگز مناظرہ نہیں کریں گے۔ نہ معلوم آپ

کیوں ضد کر رہے ہیں"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اپنے اسلام ثابت کرنے میں کیا مشکل درپیش ہے۔ حالانکہ ایک بچے سے بھی اگر اس کے مسلمان ہونے کا ثبوت دریافت کیا جائے تو وہ جھٹ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا علی الاعلان ثابت کر دیتا ہے۔ جب آپ مدعی اسلام ہیں اور اپنے آبائے شریعت اور اجداد ملت کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کے مسلمان ثابت کرنے میں آپ کو کیا تامل ہے؟"

(صدر دیوبندیہ۔ حاضرین سے مخاطب ہو کر) "حضرات دیکھئے میں نہ کہتا تھا کہ ان لوگوں کی مناظرہ کرنے کی مرضی نہیں ہے۔ یہ لوگ اسی طرح ٹال مٹول کر وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ میں کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں اور اب بھی مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مولانا وقت بہت خراب ہو چکا خدا کے واسطے مناظرہ شروع کیجئے۔ آپ کو ان فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل ہوگا"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "حضرات ذرا غور فرمائیں اور مولوی محمد علی صاحب کی قابلیت علمی کا اندازہ کریں کہ آپ کے خیال میں سوال کفر و اسلام فضول ہے اور فروعی مباحث ضروری ہیں۔ آپ ہی انصاف کریں کہ جس شخص کو ابھی ہم مسلمان ماننے کو تیار نہیں اسے کیا حق حاصل ہے کہ ہمارے اعمال پر تنقید کرے۔ فاتحہ، گیارھویں اور سوم و چہلم پر بحث اُٹھائے۔ جب تک یہ لوگ اپنا رشتۂ اسلامی ثابت نہیں کریں گے اُس وقت تک ہم کو کسی اور بحث میں پڑ کر وقت خراب کرنے کی ضرورت نہیں"۔

(حاضرین جلسہ کا شور) "بے شک بے شک دیوبندیوں کو اپنا اسلام ثابت کرنا ضروری ہے اگر واقعہ میں وہ مسلمان ہیں تو اس بحث سے کیوں بھاگتے ہیں"۔

(محمد علی۔ کچھ شرمندہ سا ہو کر) "بھائیو! کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ ہم مسلمان ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ دارالعلوم دیوبند کا چشمۂ فیض اتنا وسیع ہے کہ شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک چپے چپے پر اس دارالعلوم کے چشمۂ فیض کے سیراب شدہ اپنے بحر علم سے لوگوں کو مستفید کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے خادمانِ دین متین کو کہ جنہوں نے سنت نبویہ کو زندہ کر دیا اور بدعت و شرک کو بیخ و بن سے اُکھاڑ ڈالا۔ کافر کہا جاتا ہے اور اُن کے مسلمان ہونے میں تامل ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان سے ان لوگوں کو کیوں حسد ہے کہ اُن کو منہ بھر کر کوسا جاتا ہے اور اُن کے نام نہایت توہین سے لے کر انہیں کافر بنا کر ان کے معتقدین کے دلوں کو پاش پاش کیا جاتا ہے۔

میں ان لوگوں کو میدانِ مناظرہ سے بھاگنے نہیں دوں گا۔ ان کو مناظرہ کرنا پڑے گا اور مسائل ستہ پر بحث کرنی ہوگی اور اگر ان کے پاس دلائل نہیں ہیں تو تحریری اقرار کر لیں میں انہیں چھوڑ دوں گا"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب۔ جوش میں آ کر) "حضرات! آپ نے ان کے دل دیکھے کہ کس قدر نازک ہیں۔ اشرف علی تھانوی کو اگر ہم کافر کہیں تو ان کا دل پاش پاش ہو جائے۔ خلیل احمد انبٹھوی کو اگر مرتد کہیں تو یہ چیخ اٹھیں اور انہیں خادم دین متین بنا کر مسلمان ثابت کریں اور یہ خبر ہی نہیں کہ جو دل ادنیٰ اہانت پیشوایانِ دیوبند سے چیخ جاتا ہے۔ وہ اتنا سخت پتھر ہے کہ سرکار مدینہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت سے سخت توہین سے پگھلتا بھی نہیں۔ (مولوی محمد علی کی طرف مخاطب ہو کر) مولوی صاحب آپ کے چشمۂ فیض دیوبند اور چشمہ پھیلانے والے علماء اور جناب کے پیشوا حضرات کی خدمتِ دین دکھاؤں۔ (کتاب حفظ الایمان کو ہاتھ میں لیکر)

حضرت! ذرا خدمت دین علمائے دیوبند ملاحظہ ہو۔ یہ ان کے سب سے بڑے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا بعض علم غیب تو ہر زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے''۔

(حفظ الایمان ص ٦)

مولوی صاحب! (مولوی محمد علی کی طرف مخاطب ہو کر) یہ آپ کے اب ملت مولوی اشرف علی تھانوی نے خدمت دین متین کی ہے اور سنیے! آپ کے پیشوائے مذہب مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب براہین قاطعہ میں یوں سنت نبوی کو زندہ کرتے ہیں۔ سنئے:

''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

اس سے آگے دوسرے صفحہ پر یوں گوہر فشانی کرتے ہیں:

کہ ''ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ''

یہ ہیں تمہارے پیشوایانِ ملت کی کفریہ عبارات۔ اب آپ اس موضوع سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ تمہاری ان کفریہ عبارات پر تمام علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ادھر اُدھر کی فضول باتیں کر کے کسی طرح مناظرہ سے بچ جائیں لیکن یاد رکھو کہ تم کو اس طرح ہرگز جانے نہیں دیا جائے گا اور ان تمام کتابوں سے جو اس میز پر پڑی ہیں ثابت کیا جائے گا کہ چونکہ اکابرین دیوبند نے جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کی ہے۔ اس لئے یہ لوگ تمام دنیائے اسلام کے نزدیک کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اگر مرد میدان ہو تو آؤ اور اپنے اکابر کا اسلام ثابت کرو''۔

(محمد علی دیوبندی گھبرا کر اور اپنے دل میں سوچ کر کہ یہ تو بُرا ہوا۔ ہماری برسوں کی محنت ان کی چند عبارات پڑھنے سے رائیگاں گئی)۔ مولوی مظہر الدین ایسی باتوں میں وقت کو ضائع نہ کیجئے۔ مناظرہ کرنا ہے تو اپنے مناظر کو کھڑا کیجئے۔ اس طرح کی فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کچھ فائدہ نہیں''۔

جلسے کا شور۔ یہ تمہارے نزدیک فضول باتیں ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ''برادرانِ اسلام! آپ امن کو ہاتھ سے نہ جانے دیں جن کے مذہب میں تنقیص انبیاء اور توہین رسالت ارکان مذہبی میں داخل ہو۔ ان کے نزدیک یقیناً یہ فضول باتیں ہیں لیکن آپ کو تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ جب آپ لوگوں نے مجھے اپنا نمائندہ بنایا ہے تو آپ کو خاموش رہنا چاہیئے۔ آپ تمام حضرات مطمئن رہیں میں مولوی محمد علی کو راہ پر لے آؤں گا۔ (مولوی محمد علی سے مخاطب ہو کر) مولانا

سخت افسوس ہے کہ آپ اس چیز کو جو آپ کے کفر اور ارتداد کا سبب ہے فضول کہتے شرماتے نہیں۔ کیا یہ عبارتیں آپ کے اکابر کی کتابوں میں درج نہیں ہیں۔ اگر درج ہیں تو پھر آپ ہی ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریں کہ ایسے بدزبانوں کی طرف داری آپ کو کس قعر مذلت میں ڈال رہی ہے۔ آخر مرنا ہے خوف خدا کیجئے اور شرمایئے"۔

(محمد علی) "نہ مولوی مظہر الدین شرائط سے قدم باہر نہیں نکالنا چاہئے جو کچھ شرطیں لکھی جا چکی ہیں ہمیں اور آپ کو ان کا پابند ہونا پڑے گا۔ (ایک کاغذ سامنے کر کے) حضرات! دیکھئے یہ وہ تحریر ہے جو مولوی حبیب اللہ اور حافظ رحمت اللہ صاحبان کی منظوری سے لکھی گئی ہے۔ اس کے اندر مبحث فیہ چھ مسائل ہیں۔ میں مولوی مظہر الدین صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنی تحریر نکال کر پڑھیں اور لوگوں کو سنائیں۔ فضول اور بےکار باتوں میں وقت کو ضائع نہ کریں"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) حضرات سنئے! میں کتنی دفعہ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ کفر اور اسلام کا مسئلہ موقوف علیہ ہے اور باقی مسائل موقوف ہیں۔ جب تک موقوف علیہ مسئلہ طے نہ ہو جائے موقوف مسائل پر مناظرہ کرنا نہ صرف عبث اور بے فائدہ ہے بلکہ اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ سب سے پہلے اپنا اور اپنے اکابر کے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ اس کے بعد جس مسئلہ پر آپ کی خوشی ہو اس پر مناظرہ کرنے کیلئے ہم تیار ہیں"۔

مولوی محمد علی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور منہ دوسری طرف پھیر کر مولوی خیر محمد کے ساتھ سرگوشی کرنے لگا۔ اس کی اس حرکت سے مجمع کے اندر انتشار پیدا

ہو گیا اور مولوی مظہر الدین صاحب نے دوبارہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

صدر صاحب! جناب صدر صاحب!!

(مولوی محمد علی) جواب ندارد۔

(مولوی مظہر الدین صاحب۔ بلند آواز سے) "صدر صاحب! اے جناب صدر صاحب!

(مولوی محمد علی۔ چونک کر) "جی حضرت کیا بات ہے؟"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "اللہ رے تغافل۔ آپ کو ابھی تک اتنا پتہ نہیں کہ بات کیا ہے؟

(مولوی محمد علی۔ مسخرہ پن سے کمر کو لچکا کر) "جی صاحب! آپ کے مقابل کھڑے ہو کر کسے ہوش رہ سکتا ہے"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "مولوی محمد علی صاحب! آپ نقالی کرنے آئے ہیں یا مناظرہ کرنے آئے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پڑوس میں کوئی میراثی رہتا ہے"۔

(مولوی محمد علی۔ اسی انداز سے) "جی ہاں، بجا ہے"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "اب مناظرہ بھی کرتا ہے یا اپنی نقالی سے ہی لوگوں کو خوش کرتا ہے"۔

(مولوی محمد علی) "میں تو صبح سے چیخ رہا ہوں کہ مناظرہ کریں لیکن آپ فضول اور بیکار باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہیں"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "اچھا۔ اب ان باتوں کو رہنے دیجئے اور اپنا مناظر کھڑا کیجئے تاکہ آپ کے کفریات پر مناظرہ شروع کر دیا جائے"۔

(مولوی محمد علی) "نہ مولوی مظہر الدین نہ۔ آپ ایسی باتیں نہ کیجئے۔ میں پہلے عرض کر

چکا ہوں کہ ہم ان چھ مسائل پر مناظرہ کرنے کیلئے بلائے گئے ہیں۔ سب سے پہلے ان مسائل پر مناظرہ ہو جانا چاہیئے۔ بعد میں اس مسئلہ (کفریات دیوبندیہ) پر مناظرہ کریں گے"۔

(حافظ رحمت اللہ صاحب۔ کھڑے ہو کر) "جناب صدر صاحب! مجھے اجازت ہے میں دو منٹ کیلئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں"۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "جی ہاں۔ آپ بڑے شوق سے فرمائیں"۔

(حافظ رحمت اللہ صاحب، مولوی حبیب اللہ صاحب دیوبندی کو مخاطب کر کے)

"مولوی حبیب اللہ: ذرا سامنے تشریف لائیے"۔

(مولوی حبیب اللہ صاحب۔ کھڑے ہو کر) "کیوں صاحب! کیا بات ہے؟"۔

(حافظ صاحب) "مولوی صاحب! کیا آپ کے پاس وہ تحریر نہیں پہنچی۔ جس میں ہمارے تمام آدمیوں کے دستخطوں سے لکھا ہوا تھا کہ مناظرہ میں سب سے پہلا موضوع کفریات اکابر دیوبند ہوگا"۔

(مولوی حبیب اللہ) "نہ صاحب ہمیں کسی ایسی تحریر کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے پاس اس قسم کی کوئی تحریر پہنچی ہے"۔

ناظرین! ذرا غور فرمائیں کہ کل تو یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ تمہاری تحریر پہنچی تو ہے لیکن ہم نے منظور نہیں کی اور آج سرے سے ہی انکار ہے کہ وہ تحریر ہمارے پاس پہنچی ہی نہیں"۔

(حافظ صاحب) "آپ بھرے مجمع میں حلف اُٹھائیں اور خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں کہ وہ تحریر ہمیں موصول نہیں ہوئی"

(مولوی حبیب اللہ) "میں خواہ مخواہ حلف اُٹھاؤں۔ اگر آپ نے تحریر بھیجی ہے تو اپنا گواہ

پیش کریں"۔

(حافظ صاحب) "مولوی صاحب! آپ نے کل والا جھگڑا پھر یہاں شروع کر دیا۔ کیا آپ نے فقہ کی کتابوں میں نہیں پڑھا کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو منکر کو قسم کھانی پڑتی ہے۔ اس لئے یا تو تحریر کا اقرار کریں یا حلف اُٹھائیں۔

(امیر حبیب اللہ خاں) "حافظ صاحب! تحریر وہ قابل قبول ہو سکتی ہے جو فریقین کی منظوری سے لکھی گئی ہو۔ آپ کی تحریر چونکہ ہماری منظور شدہ نہیں اس لئے وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی"۔

(حافظ صاحب) "وہ تحریر اگر آپ کو منظور نہ تھی تو واپس بھیج دیتے اور لکھ دیتے کہ ہمیں منظور نہیں ہے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ کا اتنے دن تحریر کا اپنے پاس رکھنا اور واپس نہ بھیجنا اس بات کی صریح اور روشن دلیل ہے کہ وہ تحریر آپ کو منظور تھی۔ اب چونکہ آپ کے مولوی آ گئے ہیں اور اُنہوں نے آ کر تمہیں سمجھایا ہے کہ اگر اس موضوع پر مناظرہ ہو گیا تو ہمارے اکابر کے کفریات مجمع عام میں ظاہر ہو جائیں گے۔ اس لئے اب تم دھوکہ دے کر اس موضوع سے بھاگنا چاہتے ہو لیکن یاد رکھو کہ تمہیں ہرگز بھاگنے نہیں دیا جائے گا۔ پبلک خود تمہیں مجبور کرے گی کہ تم پہلے اپنے کفر و اسلام کا فیصلہ کرو۔

(تمام حاضرین جلسہ) "بے شک! بے شک!! دیوبندی مولوی سب سے پہلے اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں بعد ازاں دوسرے مسائل پر مناظرہ کریں"۔

اس گفتگو میں سوا گیارہ بج گئے۔ حضرت قبلہ عالم رئیس الحکماء والمتکلمین شیخ الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب جو صبح سے وہابیہ کے رنگ ڈھنگ دیکھ رہے تھے کہ یہ لوگ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور اپنے فرار کیلئے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش

کر رہے ہیں۔ جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور وہابیہ کے صدر مولوی محمد علی جالندھری کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"جناب صدر صاحب! اپنے مناظر مولوی خیر محمد صاحب کو کھڑا کیجئے۔ فضول باتوں میں وقت کو ضائع نہ کیجئے۔ میں اب تم کو ہرگز وقت خراب کرنے نہ دوں گا صبح سے دیکھ رہا ہوں کہ تم نے سوا دو گھنٹے اسی ٹوٹو نمیں نمیں میں ضائع کر دیے اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے۔ تمہاری تو ہمیشہ یہی خواہش رہتی ہے کہ فضول باتوں میں اُلجھ کر وقت ضائع کریں اور کسی طرح مناظرہ سے بچ جائیں لیکن ہم جو اتنی دور سے چل کر یہاں آئے ہیں تمہیں ہرگز بھاگنے نہیں دیں گے۔ بس اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ تم نے بہت باتیں بنالیں اور وقت کو ضائع کر لیا۔ میں صبر کے ساتھ منتظر رہا کہ آخر تم کسی نتیجہ پر پہنچو گے لیکن سوا دو گھنٹے کا قیمتی وقت فضول باتوں میں ضائع کر دیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اب میں کسی طرح تمہاری ان فضول باتوں کو نہیں سن سکتا۔ اپنے مناظر کو کھڑا کرو میں بلا شرائط تمہارے مناظر کے ساتھ مناظرہ کروں گا اور جس موضوع پر تمہارا جی چاہے گفتگو کرو میں بالکل تیار ہوں"۔

آپ کی اس تہدید آمیز تقریر پر مجمع سے نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کی آوازیں بلند ہوئیں اور اللہ اکبر اور یا رسول اللہ اور مولوی سید احمد شاہ صاحب زندہ باد کے فلک بوس نعروں سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ وہابیوں کا صدر کھسیانہ ہو کر مولوی خیر محمد جالندھری کو دیکھنے لگا۔ تمام وہابیہ کے چہروں پر مردنی چھا گئی۔ مختصر بحث و تمحیص کے بعد مسئلہ علم غیب مناظرہ کا موضوع مقرر ہوا اور مندرجہ ذیل تحریر فریقین کے اتفاق سے قلمبند کی گئی۔

شرائط مناظرہ منعقدہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء مقام تلون بروز جمعۃ المبارک

(مابین اہلسنّت والجماعت وفرقہ دیوبندیہ)

(۱) پہلی تقریر مدعی کی ہوگی۔ (۲) پہلی تقریروں کا وقت پندرہ منٹ ہوگا۔ (۳) بعدہٗ دس دس منٹ (۴) دوران تقریر میں کسی فریق کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔ (۵) کل وقت دو گھنٹے ہوگا۔ (۶) مناظرہ ساڑھے گیارہ بجے سے شروع ہو کر ڈیڑھ بجے تک رہے گا۔ (۷) مناظر اہلسنّت والجماعت کی طرف سے حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ہوں گے۔ (۸) مناظر دیوبندیہ مولوی خیر محمد جالندھری ہوں گے۔

چنانچہ ان جملہ مراحل ابتدائیہ کے طے پانے کے بعد رئیس الحکماء والمتکلمین شیخ الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب مفتی اہلسنّت والجماعت کی تقریر اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے فلک بوس نعروں میں شروع ہوئی۔ وھو ہذا۔

تقریر اوّل

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مَنْ عَلَّمْتَهُ الْغَيْبَ وَنَزَّهْتَهٗ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَبَدًا رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

عزیزانِ ملت فقیر کا جملہ ارباب اہلسنّت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت جلت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم نور مجسم رحمت دو عالم سرور انبیاء شفیع روز جزا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم کلی عطا فرمایا۔ یعنی تمامی اولین و آخرین کا علم مرحمت فرمایا۔

[illegible]

السموات والارض کا شاہد بنایا۔ ابتداء آفرینش سے دخول جنت و نار تک جملہ ما کان وما یکون انہیں بتایا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ سمندروں کا قطرہ قطرہ، درختوں کا پتہ پتہ قلوب عالم کا خطرہ خطرہ مثل کف دست ظاہر فرمایا۔ میرے اس دعوے کے ثبوت میں متعدد آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ موجود ہیں۔ آپ حضرات سے صرف اس قدر التجا ہے کہ جو کچھ میں عرض کروں ہمہ تن گوش ہو کر استماع فرمائیں۔ میں اُردو میں تقریر کروں گا ممکن ہے کہ آپ پوری طرح اُردو کو نہ سمجھ سکیں لیکن میں کوشش کروں گا کہ اپنی تقریر میں آسان الفاظ استعمال کروں اور آپ کو اپنا مافی الضمیر سمجھا سکوں۔ انشاء اللہ العزیز العلیم حق واضح ہو کر رہے گا۔ سنیے:

حضرات! اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ۔ (پ ۳۰، سورہ التکویر آیت ۲۴) اور نہیں وہ غیب پر بخیل۔ یہ تو لفظی ترجمہ ہوا۔ اب ھو کا مرجع یا اللہ تعالیٰ ہے یا قرآن حکیم ہے یا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان تینوں احتمالوں میں سے جو بھی احتمال اختیار کیا جائے، ہمارا مدعا ثابت ہے۔ جب ضمیر ھو کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف پھیر دیئے گا تو معنی یہ ہونگے کہ وما اللہ علی الغیب بضنین اور نہیں ہے اللہ غیب پر بخیل اور اگر ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرا جائے تو تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ ما القرآن علی الغیب بضنین۔ یعنی قرآن کریم غیب پر بخیل نہیں اور اگر ضمیر ھو کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے تو عبارت یوں ہوئی۔ وما محمد علی الغیب بضنین اور نہیں محمد ﷺ غیب پر بخیل۔ اس آیہ کریمہ کے تحت تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن میں مرقوم ہے۔ ای انہ صلی اللہ

[illegible]

بہ ولا یکتمہ۔ ”یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ وہ تم کو غیب بتانے سے بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو خبر دیتے ہیں اور غیب کو نہیں چھپاتے“۔ عزیزان گرامی! اس آیت سے نبی کریم ﷺ کا مطلع علی الغیوب ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے اس لئے کہ اس آیت کریمہ میں بخل کی نفی فرمائی گئی ہے اور سب جانتے ہیں کہ بخیل اُس شخص کو کہتے ہیں جو سرمایہ دار ہو، دولت و ثروت کا مالک ہو اور خرچ نہ کرے۔ بخیل اُس کو نہیں کہا جاتا جو مفلس قلاش ہو۔ ایک حبہ کا بھی مالک نہ ہو کیونکہ جب وہ نادار ومحتاج ہے تو خرچ کیا کرے گا۔ پس آیہ کریمہ نے واضح کر دیا کہ جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنے رب کی عطا سے دولت علم غیب سے مالا مال ہیں۔ ہر صغیر وکبیر، حقیر و نقیر، ذرہ وقطمیر، برناو پیر الجیش قدیر ضمیر منیر بشیر ونذیر صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن و مستنیر ہوا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ اس آیت کریمہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی۔ اس قدر میں تو کسی کو کلام نہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں کن کن چیزوں کا بیان ہے، قرآن عظیم سے ہی پوچھئے۔ فرماتا ہے:

(۲) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ یعنی ”اے محبوب ہم نے تم پر وہ کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے“ تو جب قرآن پاک ہر چیز کا روشن بیان ہے اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عالم تو بے شبہ جملہ اشیاء کے عالم ہوئے۔ اور فرماتا ہے:

(۳) مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ ـ یعنی "قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور شے کا صاف جدا جدا بیان"۔ وقال تعالیٰ۔

(۴) مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ "ہم نے کتاب (یعنی قرآن کریم) میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی"۔ تو اے عزیزو! جب فرقان مجید ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا! روشن۔ اور روشن بھی کس درجہ کا۔ مفصل۔ اور اہلسنّت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئی اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے یعنی لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی قرآن حکیم میں موجود ہے۔ اب یہ بھی قرآن حکیم سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۵) وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ "ہر چھوٹی بڑی چیز سب لکھی ہوئی ہے"۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

(۶) وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ـ یعنی "ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی"۔ نیز ارشاد ہوتا ہے۔

(۷) وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنی "کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے"۔

یہ پچھلی آیتیں لوح محفوظ کی صفتیں ہیں اور ظاہر ہے کہ لوح محفوظ بھی شی من الاشیاء ہے اور قرآن کریم کی صفت آپ سن چکے۔ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ وَ

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ تو خوب واضح ہو گیا کہ جو کچھ لوح محفوظ میں ہے وہ قرآن حکیم میں درج ہے اور قرآن حکیم کے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عالم۔ تو سرور انبیاء ہر ذرہ ہر قطرہ ہر خطرہ ہر پتے ہر تر و خشک کے عالم ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذالک

حضرات اعلم کلی اور کسے کہتے ہیں۔ اصول میں مبرہن ہو چکا ہے کہ نکرہ حیز نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے تو لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ میں جملہ حبوب و جملہ رطب و یابس بلا تخصیص مراد ہوں گے اور اگر اس عام قطعی کا کوئی مخصص قطعی ہو تو بیان کیا جائے اور آیہ کریمہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وغیرہ میں لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے۔ العام كالخاص في افادة القطعي کتب اصول میں یہ امر واضح ہے اور نصوص یعنی آیات و احادیث ہمیشہ ظاہر پر محمول رہے گی۔ بلا دلیل شرعی تخصیص و تاویل جائز نہیں۔ ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے حتیٰ کہ حدیث احاد اگر چہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو۔ عموم قرآن مجید کی تخصیص نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائے گی اور نہ تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نکال سکتی ہے۔ الحمد للہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ صریحہ سے روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم عطا فرمایا اور شرق و غرب و سما و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے خارج نہ رہا۔ ہر صغیر و کبیر حقیر و خطیر ذرہ و قطمیر بر ناؤ پیر کا تفصیلی علم سمیع و بصیر بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم کو بعطائے الٰہی حاصل ہے۔ ہمارے مدِ مقابل فرماتے ہیں کہ علم کلی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر ان خوش فہموں نے ملاحسن کا خطبہ بھی پڑھا ہوتا تو علم کلی کو خدا

ہیں۔ جعل الکلیات والجزئیات یعنی پروردگار عالم کلیات اور جزئیات کا خالق ہے تو جزئی و کلی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور ہر مخلوق حادث ممکن جائز الفنا ممکن التبدل والتغیر تو کیا اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے مد مقابل کے مذہب میں حادث ممکن جائز الفنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کی صفت علم قدیم اور قدیم کا محل حوادث ہونا محال۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفت علم کو کلی و جزئی سے متصف نہیں کر سکتے۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حادث و مخلوق ہیں۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو کل سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ موجودات و جملہ ما کان و ما یکون کا عالم مانتے ہیں لیکن بایں ہمہ نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا۔ بلکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سات سمندروں سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق، کہاں مخلوق۔ کہاں قدیم، کہاں حادث۔ کہاں واجب، کہاں ممکن۔ مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الٰہی کے حضور مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں لیکن ہم نہ مساوات و مماثلت کے قائل اور نہ عطائے الٰہی اور فضائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر۔ مخالفین کا الزام مساوات ہم پر اور ہمارے اکابر اہلسنّت پر افترا و بہتان ہے۔ اب مولوی صاحب میری پیش کردہ آیات کا جواب دیں اور نکرہ حیز نفی میں آ کر عموم کا فائدہ دیتا ہے یا نہیں؟ اور لفظ کل عام افادہ استغراق میں قطعی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں اور کلیات و جزئیات مخلوق

حضرات! آپ نے میری تقریر کا ماحصل تو سمجھ ہی لیا ہوگا۔ اب مولوی صاحب میری تقریر کا جواب دیں گے اس کو بھی بغور سنئے اور حق و باطل میں تمیز کیجئے۔

جواب تقریر اوّل

(منجانب مولوی خیر محمد صاحب جالندھری، مناظر جماعت دیوبندیہ)

حضرات! میرے مدِ مقابل مولوی سید احمد صاحب نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ دعویٰ تو یہ کیا کہ میں چودہ آیات قرآنی اور تیس احادیث سے ثابت کروں گا کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عنایت کیا گیا لیکن بجائے اس کے کہ کوئی حدیث یا قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھتے ادھر ادھر کی باتیں بنا کر وقت کو ختم کر دیا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چودہ آیات اور تیس احادیث سے اپنے دعوے کو ثابت کروں گا۔ مگر میں علی الاعلان بھرے مجمع میں کہتا ہوں کہ میں بیس آیات اور چالیس احادیث سے یہ ثابت کروں گا کہ خدا تعالیٰ کے سوائے خواہ کوئی نبی ہو یا ولی، علم غیب نہیں جانتا۔ حضرت مولانا نے ایک بڑی بہادری کی کہ ملاحسن کا خطبہ پڑھ دیا میں مولانا صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ مولانا اس ملاں حسن کے خطبہ کو دعوے علم غیب سے کیا تعلق ہے۔ آپ دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ میں قرآن اور حدیث سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت کروں گا لیکن بخلاف اس کے ایک منطق کی کتاب کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ اس بات پر پھولیں نہیں کہ مجھے ملاحسن کا خطبہ زبانی یاد ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ ملاحسن کی اس سے زیادہ عبارت آپ کو زبانی سنا سکتا ہوں۔

حضرات! مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں آیت تو کوئی ایسی پیش ہی نہیں جس کا میں جواب دوں۔ ہاں البتہ ایک حدیث پڑھی لیکن حوالے سے وہ بھی بے نیاز۔ اس حدیث سے آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے ما کان وما یکون کا عالم بنایا۔ ریت کے ہر ذرّے اور پانی کے ہر قطرے کا علم عنایت فرمایا۔ حالانکہ اس قسم کا علم رکھنا صرف خداوند تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ یہ لوگ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو خداوند تعالیٰ کے علم کے برابر مانتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا عقیدہ رکھنا صریح کفر ہے۔ کیونکہ ہر ذرّے اور ہر قطرے کا علم رکھنا حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ہی صفت ہو سکتی ہے اور کوئی شخص اس صفت سے متصف نہیں ہو سکتا۔ خداوند تعالیٰ اپنے کلام مقدس کے اندر ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ بھائیو! یہ قرآن مجید کی آیت ہے میں مولوی سید احمد صاحب کی طرح اِدھر اُدھر کی لمبی چوڑی باتیں کر کے وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اس آیت میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''کہہ دے تو اے رسول کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں''۔ دیکھیے اس آیت کے اندر خداوند تعالیٰ نے صاف طور پر اپنے رسول سے کہلوایا کہ اے رسول لوگوں کو کہہ دے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں۔ اب جو شخص بھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب مانے وہ خدا تعالیٰ کے مقدس کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گا۔ مولوی سید احمد صاحب سے ہی دریافت کرتا ہوں کہ مولانا صاحب جو شخص قرآن مجید کی تکذیب کرے اُس کیلئے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟

دوسری آیت کے اندر خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ یعنی ''خداوند تعالیٰ ہی کے پاس غیب کے خزانے کی کنجیاں ہیں۔ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی علم غیب نہیں جانتا''۔ دیکھیے کیسی صاف تصریح کی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی علم غیب نہیں جانتا۔ مولوی صاحب! اب بتایئے آپ تو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم جانتے ہیں لیکن قرآن مجید کے اندر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے بغیر اور کوئی علم غیب نہیں جانتا۔ اس کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ میری ان آیتوں کا جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھی ہیں اپنی تقریر میں جواب عنایت فرمائیں اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت کو ضائع نہ کریں۔ اب چونکہ میرا وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں''۔

مولوی مظہر الدین صاحب ''مولوی صاحب آپ کا وقت ابھی ختم نہیں ہوا، ڈیڑھ منٹ باقی ہے آپ اپنی تقریر کو جاری رکھیں''۔

مولوی خیر محمد صاحب ''میں نے اپنا بقایا وقت مولوی سید احمد صاحب کو دے دیا وہ تقریر کریں''۔

تقریر دوم

(منجانب: مناظر اہلسنت والجماعت ابوالبرکات مولانا سید احمد صاحب قبلہ)

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ۔ عزیزانِ ملت! فقیر نے اپنی

مساوات ومماثلت کی نسبت ہمارے اکابر کی طرف محض غلط ہے۔ بہتان افترا ہے۔ میں نے اپنی تقریر میں آٹھ آیات قرآن کریم پیش کی تھیں جن سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ماکان وما یکون ہونا واضح ہوتا ہے۔ ہمارے مدمقابل مولوی خیر محمد صاحب نے آٹھ آیتوں میں سے ایک آیت کا بھی جواب نہیں دیا اور جو اصول فقیر نے پیش کئے تھے اُن کو بھی نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ اوّل مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ میری پیش کردہ آیات کا جواب دیتے۔ اُس کے بعد کسی آیت یا حدیث کو پیش کرتے مگر مولوی صاحب نے ایسا نہیں کیا مولوی صاحب نے بار بار اپنی تقریر میں دُھرایا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور اللہ تعالیٰ کے علم کو مساوی ومماثل اعتقاد کرتے ہیں۔ مولوی صاحب! جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ آپ ہمارے اکابر اہلسنت پر افترا کر رہے ہیں اور صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔ ہمارے اکابر علمائے اہلسنت میں سے کسی نے مماثلت ومساوات کا دعویٰ نہیں کیا۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَانْتَهُوْا عَنِ الْكِذْبِ وَالْاِفْتِرَاءِ۔ دیکھئے ہمارے علمائے کرام نے اپنی تصانیف میں کس قدر واضح لفظوں میں مماثلت ومساوات کا رد وانکار کیا ہے۔ خالص الاعتقاد ص ۳۲ مطبوعہ مطبع اہلسنت بریلی شریف میں امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) بلاشبہ غیر خدا کیلئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں۔ اس قدر خود ضروریات دین سے ہے اور منکر کافر۔

سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے۔ بخلاف علوم الٰہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش وفرش وشرق وغرب وجملہ کائنات از روز اوّل تا روز آخر کو محیط ہو جائیں۔ آخر متناہی ہیں کہ عرش وفرش دو حدیں ہیں شرق وغرب دو حدیں ہیں۔ روز اوّل وروز آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔ بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا۔ تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہّم مساوات"۔ الخ۔

اور دیکھئے "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفٰے" مطبوعہ مطبع نعیمی مراد آباد کے ص ۳۱ پر حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاذ العلماء مولانا الحاج مولوی حکیم حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی مساوات ومماثلت کی نفی کس شدومد سے فرماتے ہیں۔ سنئے اور غور سے سنئے۔

"واضح ہو کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرّہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق، مماثلت

ومساوات کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے
علوم اقل قلیل ہیں"۔

اب تو الزام مساوات ومماثلت سراسر غلط ہوگیا اور مولوی صاحب کا افترا و بہتان ہمارے اکابر اہلسنت پر آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہوگیا۔ (مجمع کا شور۔ ہوگیا، ہوگیا) مولوی صاحب! مماثل ومساوی ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ علم مخلوق عطائی، علم الٰہی ذاتی۔ جب خالق ومخلوق، مالک ومملوک، حادث وقدیم، واجب وممکن، متناہی وغیر متناہی مساوی نہیں تو علم عطائی وذاتی میں مساوات کیونکر ہوسکتی ہے؟

افسوس! مولوی صاحب نے ہماری پیش کردہ آیات کو تو چھوا تک نہیں اور ایک دو آیتیں وہ پڑھیں جن میں علم غیب ذاتی استقلالی کی نفی کی گئی ہے۔ مولوی صاحب اقُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ (الآیۃ) اور عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ ہمارے دعوے کی مثبت ومؤید ہیں ہرگز منافی ومعارض ومخالف نہیں۔ آپ نے ان آیات کے پڑھنے کی ناحق زحمت برداشت کی۔ حضرات! مولوی صاحب نے لے دے کر دو آیتیں پڑھی ہیں ایک تو قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور دوسری وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ۔ ان دونوں آیتوں سے مولوی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی کرنا چاہتے ہیں اور یہ محض ان کا خیال خام ہے۔ آیات مذکورہ سے اس مدعا پر استدلال محال ہے۔ مولوی صاحب ان آیتوں میں نفی علم غیب ذاتی کی ہے یا تو اضعا سرکار نے فرمایا ہے۔ کاش! تفسیر خازن ہی کو دیکھ لیتے تو آپ اس آیت سے استدلال کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ تفسیر خازن میں انما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشیاء تواضعا لله تعالیٰ و اعترافا له بالعبودیة اور دیکھئے! تفسیر عرائس البیان میں ہے سورۃ انعام رکوع ۵، وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ و تواضع حین اقام نفسه مقام الانسانیة بعد ان کان اشرف عن خلق الله من العرش الی الثریٰ والطهر من الکر و بین والروحانیین خضوعا لجبروته و خشوعا فی ابواب ملکوته۔ اور تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے تحت میں مرقوم ہے فیه دلا لۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الا الله۔

حضرات! ان عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع اور استقلال کے ہے یعنی غیب بالاستقلال نہیں جانتا۔ اس سے مولوی صاحب کا استدلال کرنا اور نفی غیب پر سند بنا کر پیش کرنا مولوی صاحب کی ناواقفی اور تفاسیر سے لاعلمی کی بین دلیل ہے۔ تمام علماء کا دستور اور عادت ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچمیرز اور ہیچمدان اور اس قسم کے انکسار وتواضع کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص ان کے علم کا انکار کرے لایعقل اور کودن محض نہیں تو کون ہے؟ تفاسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعا نفی فرمائی ہے۔ اس کو حضور کے عدم علم کی دلیل بنایا کیسی کمینہ حرکت اور فرومائگی ہے۔

علاوہ بریں آیت میں علم غیب کی نفی بھی کب ہے۔ نفی ہے تو قول ودعویٰ کی ہے۔ یہی تو فرمایا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں۔ چنانچہ تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے ملاحظہ ہو وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ عطف علی محل عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ ای لا ادعی ایضا انی اعلم الغیب۔ اسی طرح تفسیر روح البیان

میں ہے۔ ان تفاسیر سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کی نفی فرمائی۔ دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو ہرگز مستلزم نہیں۔ یعنی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں علم غیب کا عالم ہوں۔ اس کے معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہی نہیں اور درحقیقت دعویٰ کی بھی نفی نہیں ہے۔ جس کی طرف لکم مشیر ہے۔ مولوی صاحب ابغض و عناد کا چشمہ اتار کر تفسیر خازن کو پڑھیے۔ فرماتے ہیں کہ لکم کے مخاطب کفار و مشرکین ہیں۔ لیجے یہ تفسیر خازن ہے فرماتے ہیں یعنی قل یا محمد لهٰؤلاء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیہ کریمہ کا یہ ہوا کہ اے حبیب مکرم! فرما دیجئے ان کفار و مشرکین سے کہ میں کب تم سے یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور نہ میں یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع نااہل کب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کئے جائیں۔ کیا وہابیہ دیوبندیہ بھی اپنے آپ کو ان ہی نااہلوں میں سے سمجھتے ہیں۔ اور سنیے۔ تفسیر رغائب الفرقان میں اس آیہ کریمہ کے تحت میں مرقوم ہے۔ قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم اللّٰہ ان خزائن اللّٰہ و ھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عندہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و لکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب مکرم! آپ کفار و مشرکین سے فرما دیجئے کہ اے کفار نابکار! میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کیونکہ تم نااہل ہو اس قابل نہیں کہ

حقائق و اسرار تمہارے سامنے ظاہر کروں) تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں لیکن حضور بقدر ان کے عقل و فہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت و ماہیت کا علم ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا و لا اعلم الغیب یعنی میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ چنانچہ طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابونعیم حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ جلیانا من اللہ جلاہ لنبیہ کما جلاہ النبیین من قبلہ۔ بے شک اللہ رب العزت نے میرے سامنے دنیا اٹھائی ہے۔ تو میں اُسے اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اس اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اُس روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنے نبی کیلئے روشن فرمائی۔ جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کیلئے روشن کی تھی۔ اس حدیث سے روشن ہے کہ سموات و ارض اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگا۔ اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا اور حضرت عزت عز جلالہ نے اس تمام مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرما دیا۔ مثلاً شرق سے غرب تک سماک سے سمک تک ارض سے فلک تک اس وقت اکناف عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے اور تکوّن کا یہ مناظرہ سیدنا ابراہیم خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں نہ یہ قدرت

الٰہی پر دشوار۔ نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار۔ لیکن دیوبندی بے چارے دیو
کے مارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دے۔ وہ
اگر ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کریں تو کیا محل تعجب ہے

کس قدر ستم کیسا ظلم صریح ہے کہ تواضع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوٰی
سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی ابلہ فریبی اور انتہائی جہالت ہے۔ کما لا
یخفی علی من لہ ادنیٰ مسکۃ من العلم اسی طرح مولوی صاحب نے آیہ
کریمہ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کے علم غیب کی نفی پر استدلال کیا ہے۔ ترجمہ آیہ کریمہ کا یہ ہے ''غیب کی کنجیاں
اللہ کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا'' مولوی صاحب بتائیں کہ اس آیت
میں علم سے اگر ذاتی استقلالی مراد ہو تو دیوبندیوں کو کیا مفید۔ علم ذاتی استقلالی ازلی
ابدی بے شک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ہم اپنی پہلی تقریروں میں
وضاحت سے بدلائل ساطعہ ثابت کر چکے ہیں تو اس سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
اور دیگر محبوبانِ حق کے علم عطائی کی نفی کس طرح ہوتی ہے اور اگر مولوی صاحب کے
نزدیک علم عطائی مراد ہو تو صحت استثنا کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے علم الٰہی کو بھی
(معاذ اللہ) عطائی کہا جائے اور جو علم الٰہی کو عطائی کہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔
حضرات! اس آیت کو ادنیٰ علم والا بھی انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کے انکار کی سند نہیں بنا
سکتا بلکہ اس آیت سے تو محبوبانِ حق خصوصاً سید الانبیاء (ﷺ) کیلئے غیب کے علم کا
اثبات ہوتا ہے۔ مفرداتِ راغب اصفہانی ص ۳۷۷ میں ہے۔ وقولہ و عندہ
مفاتح الغیب یعنی ما یتوصل بہ الی غیبہ المذکور فی قولہ فَلَا یُظْهِرُ

عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی آیہ کریمہ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ
الْغَیْبِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب
تک پہنچنے اور اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہو جس کا ذکر آیہ کریمہ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی
غَیْبِهٖ میں ہے۔ پس اس آیت سے بھی نفی علم عطائی ثابت کرنا جہل و ظلم ہے۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے قال الجریری لا یعلمہا الا ہو و من
یطلعہ علیہا من صفی و خلیل و حبیب و ولی ۔ سبحان اللہ کیا ایمان افروز
تفسیر ہے۔ فرماتے ہیں مفاتح غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ
ان پر اطلاع دے۔ خواہ وہ صفی ہو، یا خلیل یا حبیب یا ولی۔ اور اسی تفسیر میں چند سطور
اوپر اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ وقولہٗ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ای لا یعلم الا
ولون و الاخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذالک لہم یعنی اس آیت کا مطلب یہ
ہے کہ اللہ کے ظاہر کرنے سے پہلے کوئی نہیں جان سکتا یہی ہمارا دعوٰی ہے۔

آیات مذکورہ میں نفی علم ذاتی استقلال کی ہے نہ کہ عطائی کی بلکہ ان آیتوں
سے علم غیب عطا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سامعین کرام! خیال فرمایئے کہ وہابیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس
قدر عداوت ہے کہ جن آیتوں میں علم عطائی کا اثبات اور علم ذاتی کا انکار ہے اس قسم کی
آیتوں کو پڑھ کر عوام کو سمجھایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں دیا گیا
اللہ حیا دے ایمان دے۔

مولوی خیر محمد صاحب نے میرے وہ کلمات جو ملا حسن کے خطبہ کے پڑھے
تھے سمجھنے میں غلطی کی۔ مولوی صاحب! میں نے یہ کہا تھا کہ باری عزاسمہ کلیات و

جزئیات کا خالق ہے۔ کل حادث ومخلوق ہے اور علم باری تعالیٰ قدیم وغیرہ مخلوق لہذا اللہ رب العزت کے علم کو کلی و جزئی و حادث ومخلوق کے ساتھ متصف نہیں کر سکتے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کلیات جیسے گدھا گھوڑا انسان حیوان وغیرہ خدا کی مخلوقات ہیں۔ حادث وممکن جائز الفنا ہیں یہ ہرگز خدائے قدوس کا علم نہیں جیسا کہ آپ نے کہا کہ خدا کا علم کلی ہے پھر کلی خواہ نوع جنس فصل خاصہ عرض عام ان کلیات خمسہ میں سے کوئی سی کلی اختیار کیجئے۔ ہرگز وہ خدا کا علم نہیں۔ بلکہ ان تمام کلیات و جزئیات وحادثات وممکنات ومحالات ومعدومات سب کو اس کا علم محیط ہے۔

جوابی تقریر دوم

(مجاب: مولوی خیر محمد صاحب جالندھری، مناظرہ جماعت دیوبندیہ)

بھائیو! آپ نے مولوی سید احمد صاحب کی تقریر سنی کہ نہ تو کوئی آیت یا حدیث علم غیب کے ثبوت کیلئے پیش کی اور نہ ہی میری دلیلوں کا جواب دیا۔ دس منٹ کا وقت محض ادھر اُدھر کی باتوں میں ضائع کر دیا۔ میں نے اپنی تقریر میں اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ خداوند تعالیٰ کے بغیر کسی کو غیب کا علم نہیں اور دعویٰ ثابت کرنے کیلئے دو آیتیں بطور دلیل پیش کی تھیں۔ افسوس کہ مولوی سید احمد صاحب نے میری دلیلوں کا جواب دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو خداوند تعالیٰ کے علم کے برابر مانتے ہیں یہ شرک ہے۔ غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم عنایت فرمایا گیا لیکن

آپ نے صرف اپنا ہی دعویٰ پیش کیا۔ کوئی دلیل اس کے متعلق قائم نہیں کی جس کا میں جواب دوں۔ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اس کو بھی باطل کر دوں گا اور آپ کی طرح زبانی جمع خرچ سے وقت کو نہیں گزاروں گا۔ بلکہ اپنے دعویٰ کو قرآن اور حدیث سے ثابت کروں گا۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ یعنی ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں دیا۔ آپ تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ریت کے ہر ذرّے اور پانی کے ہر قطرے کا علم ثابت کرتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو تو شعر کا علم بھی نہیں دیا۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شعر ما کان وما یکون کے اندر داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے اور یقیناً داخل ہے تو اس سے آپ کا یہ دعویٰ باطل ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم عنایت فرمایا گیا۔ میں نے کتنی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کر دیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب پر اطلاع نہیں دی گئی۔ ایک اور حدیث سنئے۔ مشکوٰۃ شریف کے اندر یہ حدیث موجود ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں۔ یا رسول اللہ! بلکہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے لئے لوٹے میں پانی ڈالو تاکہ میں وضو کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور لوٹے میں پانی ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنا چاہا لیکن آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ جس وقت کچھ افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا

کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے لوٹے میں پانی ڈالو تا کہ وضو کروں۔ آپ اٹھتے ہیں لیکن غشی طاری ہو جاتی ہے حتیٰ کہ تین دفعہ ایسی حالت ہوتی ہے اور ہر بار اٹھ کر دریافت فرماتے ہیں کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ اس حدیث سے صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تو کجا دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا"۔

نشانِ صداقت اہلسنّت: یہ دریدہ دہن اور بے ادب دیوبندی مولوی یہاں تک ہی تقریر کرنے پایا تھا کہ قہر الٰہی کی بجلی اُن کی سٹیج پر گری اور تڑاق سے اُن کی سٹیج دو ٹکڑے ہو گئی اور تمام کے تمام دیوبندی مولوی دھڑام سے سر کے بل زمین پر گرے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس خدائی انتباہ سے اُنہیں کچھ عبرت حاصل ہوتی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان سے زبان کو روکتے لیکن جن کے دل تنقیص انبیاء اور توہین رسالت مآب سے سیاہ ہو چکے ہوں اُن پر اس قہر خداوندی کا کیا اثر ہوتا۔ دیوبندی مولوی بدستور اپنی تقریر میں مشغول رہا۔

(دیوبندی مولوی تقریر جاری رکھتے ہوئے) بھائیو! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور مسجد کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ جب آپ دیوار کے پیچھے کا حال نہیں بتلا سکتے تو علم غیب کی خبر کیسے دے سکتے ہیں؟ اس حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب پر ہرگز دسترس نہیں تھی۔ میں مولوی سید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر میں میرے ان تمام اعتراضات کا جواب دیں"۔

تقریر سوم

(منجانب مناظر اہلسنّت ابوالبرکات مولانا سید احمد صاحب قبلہ)

عزیزانِ گرامی! مولوی صاحب بار بار اسی مماثلت و مساوات کی رٹ لگائے جاتے ہیں حالانکہ فقیر گذشتہ تقریروں میں غیر مشتبہ الفاظ میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ ان کی تصانیف سے پیش کر چکا ہے لیکن مولوی صاحب اپنی ہر تقریر میں افترا پردازی اور بہتان بندی کے سوا کوئی مفید مطلب بات نہیں بیان کرتے۔ مولوی صاحب ان حیلہ سازیوں اور فریب کاریوں سے پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ آپ میری پیش کردہ دس آیات کا جواب دیجئے یا تسلیم کیجئے۔ آپ کتنی ہی بھاگنے کی کوشش کریں لیکن میں آپ کو بھاگنے نہیں دوں گا۔ آج آپ کا دل جانتا ہے کہ کس کے سامنے آپ آئے ہیں۔ ہمیشہ آپ کے بڑے بڑے مایہ ناز مناظر اسی طرح کی دروغ بافیوں اور حیلہ سازیوں سے اپنا پیچھا چھڑا کر راہِ فرار اختیار کرتے رہے ہیں۔ لاہور میں آخری فیصلہ کن مناظرہ منعقد ہوا ہم نے حسب وعدہ اپنے علمائے کرام اور مشائخ عظام کو مناظرہ کے میدان میں آنے کی تکلیف دی اور کثیر التعداد علمائے اہلسنّت اطراف ملک سے رونق افروز ہوئے لیکن دیوبندی نہ اپنا مناظر پیش کر سکے اور نہ مصدقہ وکیل کو حاضر کر سکے۔ باوجود اس کے جب مناظرہ کی شرائط طے ہونے لگیں تو اسی قسم کی لاطائل باتوں میں وقت ضائع کیا اور بھاگ گئے لیکن بفضلہ تعالیٰ آپ لوگوں کو شہروں میں تو اپنی خرافات پھیلانے اور کفر و شرک کی مشین چلانے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ اہل شہر اور تعلیم یافتہ طبقہ دیوبندیوں کے مزخرفات اور اباطیل پر مطلع ہو چکے ہیں۔ وہاں آپ کی دال نہیں

[illegible] کی اہانت و تنقیص

کرتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ابھی سید احمد زندہ ہے۔ محال است کہ سنیاں بمیرند و دیوبندیاں جائے ایشاں گیرند۔ جس طرح شہروں میں آپ کے عقائد کفریہ کے ڈھول کا پول کھل گیا ہے انشاء اللہ العزیز آج قصبہ نکودر میں بھی آپ کے عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ کو بے نقاب کر دیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ آپ کے شہر جالندھر میں بھی سنت کی بیخ گاڑ دی گئی ہے۔ مولانا عبدالجلیل صاحب فاضل حزب الاحناف نے جالندھر شہر میں مدرسہ قائم کر لیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اب اہل جالندھر بھی بیدار ہو چلے ہیں۔ فقیر نے کئی بار جالندھر میں تقریر کی اور آپ کے عقائد فاسدہ کو ظاہر کیا۔

ع...... "نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا"

الجھا ہے پاؤں خیر کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مولوی صاحب نے ایک اور آیت پڑھی ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ کا علم ہوتا تو شعر کا بھی علم ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے شعر کا علم نہیں دیا۔ واہ مولوی صاحب! خوب فرمایا۔ ع...... ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

عزیزان گرامی! کس قدر تعجب کی بات ہے کہ زید و عمرو کو تو شعر کا علم ہو اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم نہ دیا گیا۔ جناب مولانا! علم کے سولہ معنی ہیں۔ یہاں علم دانستن کے معنی نہیں ہے کیونکہ علم بمعنی دانستن کمال ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال کے جامع ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر میں

فرماتا ہے وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ یعنی ہم نے [illegible] اپنے محبوب کو [illegible] سکھایا اور وہ محبوب کے شایان شان نہیں۔ کیوں جناب مولوی صاحب! علم بمعنی دانستن کمال ہے تو گویا کمال حضور کی شان کے لائق نہیں۔ کس قدر جہالت ہے۔ وہابیت کا بُرا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت نے ان کو اندھا گونگا بہرا اور حواس باختہ کر دیا ہے۔ سچ ہے جب خدا ایمان لیتا ہے تو ساتھ ہی عقل بھی سلب کر لیتا ہے۔ جناب والا! یہاں علم بمعنی ملکہ و عادت ہے۔ آیہ کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپنے محبوب کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں سکھایا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔ کتنے ہی فن شاعری کے ماہر عروض و قوافی کے جاننے والے ایسے ہیں کہ وزن شعر کو صحیح ادا کرنے پر قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں شعر ردی و جید میں تمیز نہ ہو۔ فن کے قواعد و مصطلحات سے بے خبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا ملکہ نہیں۔ علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے۔ ہمارے روزمرہ کے محاورے ہیں کہ فلاں عالم لکھنا نہیں جانتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اُس کو خبر نہیں۔ سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہیں۔

آپ روٹی پکانا نہیں جانتے۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ ملکہ نہیں ورنہ جانتے خوب ہیں کہ پکتی کس طرح ہے۔ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی جانتا ہوں۔ آپ تیر کمان دے کر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے۔ تو یہی کہا جا سکے گا کہ نہیں جانتا گو کہ وہ تیر اندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ میں نے اپنی اولاد کو جھوٹ بولنا نہیں سکھایا۔ چوری، زنا، قمار بازی اور بٹیر بازی و مرغ بازی اور پتنگ بازی نہیں سکھائی۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ چوری اور زنا اور قمار

بازی اور بٹیر بازی و مرغ بازی اور پتنگ بازی کے مفہوم و معنی کو نہیں جانتا۔ ہرگز نہیں بلکہ یہاں ملکہ اور عادت کی نفی ہے اور علم سے مراد ملکہ کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہیں۔ ہر ملک اور زبان میں علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے۔ تلویح میں ہے۔ ولا نسلم ان دلالة للفظ العلم على النهو المخصوص فان معناه ملكة يقتدر بها على ادراك جزئيات الاحكام و اطلاق العلم عليها شائع زائع فى العرف كقولهم فى تعريف العلوم علم كذاو كذا فان المحققين على ان المراد به هذه الملكة و يقال لها الصناعة ايضا لا نفس الا دراك ۔مولانا عبدالحق خیرآبادی اور ملا جیون رحمہما اللہ اپنی اپنی شرحوں میں فرماتے ہیں لان المراد بالعلم الملكة۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ علم بمعنی ملکہ ہے اور آیۂ کریمہ میں یہی مراد ہے اور احادیث میں بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہے۔ مسند الفردوس میں بکر بن عبداللہ بن ربیع سے مروی ہے۔ عن النبى صلى الله عليه وسلم علمو اولادكم السباحة والرماية اپنی اولاد کو تیر اندازی اور شناوری سکھاؤ یعنی ان کو عادت ڈالو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ شعر دو معنی میں مستعمل ہے۔ اوّل کلام موزون جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو۔ تفسیر کبیر میں ہے الشعر هوالكلام الموزون الذى قصد الى وزنه یہ تو معنی عرفی ہیں۔ دوسری معنی منطقی قدماء حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہیں ہیں بلکہ رکن شعر ان کے نزدیک صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے۔ تو جو قیاس مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے ہیں اور بعض علماء منطقی شعر اس کو کہتے ہیں جو مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث ص ۲۸۱ میں

ہے والشعر عندا لحكماء القدماء ليس على وزن و قافية ولا الوزن والقافية ركن فى الشعر عندهم بل الركن فى الشعر ايراد المقدمات المخيلة اور مسلم الثبوت میں ہے۔ واجيب بانه لا يضر لا ادرى لانه المراد الملكة وفيه ايضا قال بعضهم الشعراما منطقى وهو المؤلف من المقدمات الكاذبة ۔اب سمجھنا چاہیئے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہوا ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور منزہ ہے۔ لہٰذا آیت کا صحیح مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اُن کے منصب رفیع نبوت کے سزاوار ہے۔

کہئے مولوی صاحب! کچھ سمجھ میں آیا۔ یا وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔ کاش! یہ مناظرہ کسی شہر میں ہوتا تو آپ کا پول کھلتا۔ جنگل میں مورنا چا کس نے جانا۔

مولوی صاحب نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث بھی پیش کی ہے کہ مرض الموت میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ کیا نماز ہو گئی؟ لوگوں نے عرض کیا حضور کا انتظار ہے۔ اس حدیث سے حضور اقدس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی پر استدلال کرنا اور اس حدیث سے سند پکڑنا ہمارے مدمقابل کی خوش فہمی ہے۔ ماشاءاللہ: آپ کا استدلال قابل داد ہے۔ مولوی صاحب! اس حدیث میں کون سا لفظ ایسا ہے جو صراحۃً یا اشارۃً بھی عدم علم حضور پر دلالت مطابقی یا تضمنی کرتا ہو۔ حضور انور کا دریافت فرمانا کہ نماز میں کیا دیر ہے ہرگز عدم علم کو مستلزم نہیں۔ اگر استفہام مطلقاً عدم علم کو مستلزم ہوتا تو پھر آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ رب العزت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرماتا ہے وَمَا تِلْكَ

بِيَمِينِكَ يَا مُوسىٰ ۔اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ (معاذ اللہ) آپ کے طور پر خدائے قدوس بھی بے خبر اور بے علم تھا۔ اُس کو خبر تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں کیا ہے۔ اگر علم ہوتا تو کیوں پوچھتا؟ جب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا هِيَ عَصَايَ یہ میری لکڑی ہے۔ تب (معاذ اللہ) خدا کو لکڑی کا علم ہوا۔ کیوں جناب مولانا کیا بعینہٖ آپ کا قیاس یہاں جاری ہوگا۔

نیز حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احیاء موتیٰ کی درخواست پر ارشاد ہوا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ کیا تم کو یقین نہیں؟ نیز حدیث اختصام ملائکہ میں ہے کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلیٰ ۔اے محبوب ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ نیز مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ اذهب الی محمد وربک اعلم فاسئله ما یبکیک ! محمد مصطفےٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کرو کہ سبب گریہ کیا ہے؟ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ اعلم ہے۔ تو پھر مولوی خیر محمد صاحب کے نزدیک خدائے قدوس کو بھی علم نہ ہونا چاہیئے اگر علم ہوتا تو دریافت کیوں کیا جاتا؟

حضرات! یہ ہے ان گمراہوں کی حدیث دانی اور نکتہ آفرینی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دریافت فرمانا کہ نماز میں کیا دیر ہے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے۔ بات بڑھ جاتی ہے اور وقت میں گنجائش نہیں تاہم بعض مصالح وحکم عرض کرتا ہوں اوّل جماعت کا شوق دلانا کہ ایسے وقت میں کہ صاحب فراش ہوں نماز کا خیال ہے۔ جماعت کا شوق ہے تا کہ اُمت بھی حضور کا اتباع کرے اور اسی طرح بیماری میں جماعت کی جستجو کرے۔ نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام کھڑا کرنا تھا

اُن کی عظمت و قابلیت کا سب پر اظہار مقصود تھا تا کہ تمام حاضرین پر یہ امر واضح ہو جائے کہ حضور انور نے دین کا امام صدیق اکبر کو بنایا تو دنیوی نظام کی اصلاح کے لئے بھی صدیق اکبر کو ہی امام بنانا چاہیئے اور بہت سی مصلحتیں ہیں جن کے بیان کی وقت اجازت نہیں دیتا۔ مولوی خیر محمد صاحب! اِدھر اُدھر کی بے سود باتوں سے کچھ فائدہ نہیں۔ آپ میرے پیش کردہ دلائل کا جواب دیں"۔

جوابی تقریر سوم

(مخاطب: مولوی خیر محمد صاحب مناظر جماعت دیوبندیہ)

میرے محترم بھائیو! آپ نے مولوی سید احمد صاحب کی تقریر خوب سن لی ہوگی۔ آپ نے اپنی تقریر میں موٹے موٹے اور مشکل مشکل لفظ استعمال کر کے اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان کی قابلیت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جائے اور دیہاتی لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی بڑے بھاری عالم ہیں اور ہم لوگ ان کی تقریر سے رعب میں آ جائیں لیکن مولوی صاحب!

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم

سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

آپ بڑے عالم فاضل سہی لیکن ہم بھی کوئی بچے نہیں کہ آپ کے رعب میں آ جائیں۔ میں نے کتنی آیتیں پڑھیں لیکن آپ نے کسی کا جواب نہیں دیا۔

آپ نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی کی عبارتیں پڑھ دیں کہ ہم رسول کریم کے علم کو حادث متناہی محدود

وغیرہ مانتے ہیں۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ جواپنی تقریروں میں جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) کا علم ماکان وما یکون ثابت کرتے ہیں۔ کیا یہ علم خداوند تعالیٰ کو نہیں۔ آپ اس بات کو ضرور تسلیم کریں گے کہ یہ علم خداوند تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اب آپ بتائیں کہ جب خداوند تعالیٰ کو بھی علم ماکان وما یکون حاصل اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ماکان وما یکون کے عالم۔ تو اس علم ماکان وما یکون کے لحاظ سے خدا اور رسول کا علم برابر ہو گیا پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو خدا تعالیٰ کے علم کے برابر نہیں مانتے۔ اس کے علاوہ آپ نے اور کوئی دلیل پیش ہی نہیں کی جس کا میں جواب دوں۔

آپ نے ہمیں یہ دھمکی دی ہے کہ ہم نے جالندھر میں مولوی عبدالجلیل کو تمہارے مقابلہ میں چھوڑ رکھا ہے اور وہاں مدرسہ قائم کر دیا ہے۔ مولانا صاحب! مجھے تو بڑی خواہش رہی کہ مولوی عبدالجلیل صاحب میرے مقابلہ میں آئے لیکن اس بے چارے کو اس بات کی کبھی جرأت نہ ہوئی۔ اب اشتہار میں نام پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی تھی کہ شاید تلون میں میرے مقابلے میں آئے لیکن یہاں آ کر سنا کہ اس کو مناظرہ کی خبر سن کر دست لگ گئے ہیں۔ (دیوبندی مناظر کی اس فصاحت و بلاغت پر تمام دیوبندی کھلکھلا کر ہنسے)

آپ نے اپنی تقریر میں سوائے دو یا تین آیتوں اور ایک حدیث کے جس کا حوالہ بھی آپ نے پیش نہیں کیا اور کوئی آیت اور حدیث نہیں پڑھی۔ حالانکہ دعویٰ تو کیا کہ چودہ آیتوں اور تیس حدیثوں سے ثابت کروں گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا گیا۔ مولانا! آپ کی وہ حدیثیں اور آیتیں کہاں گئیں۔ کیوں پیش نہیں کرتے۔ میں نے آگے بھی کتنی آیتیں پڑھیں اور اب اور بھی پڑھتا ہوں اور ان تمام دلائل سے ثابت کروں گا کہ خدا کے سوا کسی نبی ولی کو غیب کا علم نہیں دیا گیا۔

سنیے! خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۔ (پ۹، سورہ الاعراف آیت ۱۸۸) یعنی اگر میں علم غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی نہ چھوتی۔ دیکھئے کیسی صاف تصریح کی گئی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا اگر غیب کا علم ہوتا تو آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی۔ حالانکہ آپ کو انتہا درجہ کی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آپ کے دانت مبارک شہید ہوئے پتھر مار کر آپ کے تمام جسم کو مجروح کیا گیا۔ ایسے ہی ہزارہا تکلیفیں آپ کو پہنچیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر غیب کا علم ہوتا تو آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی۔

تقریر چہارم

(منجانب: ابوالبرکات حضرت مولانا سید احمد صاحب قبلہ مناظر اہلسنت)

عزیزانِ گرامی! مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ اب تک کوئی آیت اور حدیث پیش نہیں کی گئی کیا یہ سچ ہے ہے؟ مولوی صاحب! حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت وتوہین نے آپ کو گونگا بہرا اور اندھا کر دیا تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ کیا آپ بھی ان لوگوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں جن کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا۔ (پ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۹)

کفار و مشرکین دل آنکھ کان رکھتے ہیں لیکن آیات قرآنی اور فرمان مصطفوی کو سنتے دیکھتے اور سمجھتے نہیں ۔ تمام مجمع گواہ ہے کہ میں نے شروع سے اب تک اپنے دعوے کے اثبات میں دس بارہ آیتیں پڑھیں ۔ حدیثیں سنائیں ۔ مفسرین کے اقوال سنائے آپ نے جو آیتیں پڑھیں ان کا مفصل دلائل سے جواب دیا اور خوب آپ کی جہالت طشت از بام کی پھر بھی آپ یہی کہتے جاتے ہیں کوئی آیت اور حدیث نہیں پیش کی ۔ مولوی صاحب! میرے دلائل کا جواب دیجئے اضاعت وقت گناہ ہے ۔ آپ کو میدان مناظر سے جانے نہ دوں گا اور ہمیں تو آپ کی ناز برداری و خاطر داری مدنظر ہے ۔ لہٰذا آپ کے ارشاد کی تعمیل میں فقیر چند احادیث و آیات سناتا ہے ۔ حق کا مالک آپ کو حق قبول کرنے کی توفیق دے سنیے ! رب العزت ارشاد فرماتا ہے ۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ (پ ۲۹، سورہ جن، آیت ۲۶، ۲۷) اللہ رب العزت جل جلالہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب خاص پر مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب خاص پر مسلط کرتا ہے ۔ دیکھئے اس آیت سے کس قدر واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب بالذات اللہ تعالیٰ ہے ۔ اُس کے غیب خاص پر بلا اُس کی عطا کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا ۔ ہاں جس کو وہ پسند کرے اپنے رسولوں میں سے ۔ محققین کرام فرماتے ہیں کہ لَا یُظْهِرُ غیبہ علی احد نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام (قدست اسرارہم) پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عامہ مومنین پر بھی ۔ بلکہ مفعول کو مؤخر اور اس کے متعلق کو مقدم کیا اور فرمایا لَا یُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے

پسندیدہ اور مرتضیٰ رسولوں کو ۔ ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے ۔ سبحان اللہ! کیسی روشن دلیل ہے کہ مرتضیٰ رسولوں کو غیب خاص پر غالب و مسلط کیا جاتا ہے اور عام غیب کا علم تو اولیائے کرام کو بھی عطا ہوتا ہے ۔ نیز اس آیہ کریمہ سے آئمہ اہلسنت نے فرقہ ضالہ معتزلہ کا بھی رد فرمایا ہے کیونکہ وہ اولیائے کرام کی کرامات اور ان کیلئے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور غیب کا علم رسولوں کے سوا کسی کو نہیں مانتے ۔ چنانچہ اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اور علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں اور تفسیر روح البیان میں مضمون بالا کو تحریر فرماتے ہیں ۔ اگر ہمارے مدمقابل کو ان عبارتوں کی ضرورت ہو تو یہ موجود ہیں ۔ تعجب ہے فرقہ ضالہ معتزلہ تک تو انبیاء کرام کے علم غیب کا قائل ہے لیکن فرقہ دیوبندیہ معتزلہ سے بھی دو قدم آتے ہیں کہ انبیاء کرام کیلئے بھی علم غیب نہیں مانتا ۔ اور سنئے ارشاد ہوتا ہے ۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (پ ۴، سورہ آل عمران آیت ۱۷۹) یعنی "اللہ تعالیٰ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر اور لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے" ۔ تفسیر جمل میں ہے والمعنی ولکن اللہ یجتبی ان یصطفی من رسولہ من یشا فیطلعہ علی الغیب سبحان اللہ! کس قدر واضح تفسیر ہے فرماتے ہیں ۔ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر ۔

اور سنیے ! وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔ (پ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۱۳) اور سکھا دیا تم کو اے محبوب جو کچھ تم نہیں

جانتے تھے یعنی زمانہ ماضی میں۔ ما عام ہے اس کا مخصص قطعی نہیں ہے۔ لہذا ہر شے کو حاوی ہے جس چیز کے متعلق کہا جائے کہ اس کا علم حضور کو نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علمک اے محبوب وہی چیز تم تم سکھا دی۔ پس اس گلدستہ کے متعلق میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کا علم حضور انور کو ہے یا نہیں؟ اگر کہیئے ہاں ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ مدعا ہمارا ثابت ہو گیا اور اگر کہیے کہ حضور نہیں جانتے تو اللہ فرماتا ہے عَلَّمَكَ یعنی ہم نے تم کو سکھا دیا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ تو فرمائے۔ جو کچھ ہمارے محبوب نہیں جانتے تھے۔ ہم نے اُس کا علم تعلیم فرما دیا لیکن وہابیہ دیوبندیہ اب بھی تسلیم نہیں کرتے۔ مولوی صاحب الفظ ما عام ہے۔ تمام موجودات وممکنات کو حاوی وشامل۔ جس طرح لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ میں اور اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ میں اور کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور وَمَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وغیرہ آیات کثیرہ میں لفظ ما عام ہے اسی طرح عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں ہے اور یہ عام قطعی ہے اس کا مخصص قطعی درکار ہے۔

نور الانوار، قمر الاقمار و توضیح و مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے۔ لہذا اس آیۂ کریمہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ ہمارے مدمقابل پر لازم وواجب ہے کہ اس آیت کا ناسخ لائے مگر وہ قیامت تک نہ لا سکے گا۔ اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے اور اس کا مخصص قطعی نا موجود۔

بعض وہابیہ دیوبندیہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ اور یُعَلِّمُکُمْ مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ اور کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور عَلَّمَکُمْ مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ وغیرہ آیات سے معارضہ کیا کرتے ہیں کہ اگر عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں ما عام ہے تو آیات مذکورہ میں بھی ما عام ہونا چاہیئے اور اس صورت میں لازم آتا ہے کہ تمام مرد و زن صغیر و کبیر برنا و پیر عالم و جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی ہر ایک عالم ما کان وما یکون ہو جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انسان عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ میں معرف باللام ہے۔ اس سے فرد کامل مخصص معین مراد ہے اور وہ حسب تصریحات مفسرین آنحضور ہیں اور دوسری آیتوں میں بھی اگر ما عام لیا جائے تو ہمیں مضر نہیں۔ بلکہ ہمارے دعوے کی موید ومثبت ہے یعنی ما کان وما یکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بذریعہ وحی حاصل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے تمام حاضرین نے جو اس مجلس میں حاضر تھے جان لیا چنانچہ یہ امر حدیث صحیح سے ثابت ہے بخاری ومسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ (صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہم میں استادہ ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا، کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔ نیز صحیح بخاری میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قام فینا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار

مسا ذلهم. (بخاری شریف کتاب بدء الخلق) یعنی ایک دفعہ حضور اقدس نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتداء آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا۔ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ارشاد فرمایا۔ فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتهائها یعنی یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں اوّل سے آخر تک جملہ مخلوقات کے تمام احوال بیان فرما دیئے۔ صحیح مسلم میں ہے فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ابتداء آفرینش سے لے کر دخول جنت و نار تک تفصیلاً بیان فرما دیا لیکن حاضرین دربار جملہ ما کان و ما یکون کو محفوظ نہ رکھ سکے بوجہ ضعیف حافظہ کچھ یاد رہا کچھ بھول گئے۔ تو جب صحابہ کرام ہی کو یاد نہ رہا تو ہم کس طرح ما کان و ما یکون بیان کر سکیں۔ ہم تک پہنچنے کا ذریعہ تو یہی حضرات تھے۔ لہٰذا وہابیہ کا اعتراض و معارضہ کرنا دلیل جہالت و سفاہت ہے۔

اور لیجئے! مشکوٰۃ شریف میں بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ مروی ہے ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها و مغاربها۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین۔ یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا۔ پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ حدیث اختصام ملائکہ جو مشکوٰۃ میں ہے اس میں یہ ایمان افروز و وہابیت سوز کلمات موجود ہیں۔ فعلمت ما فی

السموات والارض۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "فعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود۔ عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں"۔ سبحان اللہ! کیا چمکتی دلیل ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ حضور کا یہ فرمانا کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ اس سے مراد تمامی علوم جزوی و کلی کا احاطہ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے فتجلی لی کل شیء و عرفت شیخ اس کی شرح میں فرماتے ہیں "پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را" یعنی مجھ پر ظاہر و روشن ہو گئے تمام علوم اور میں نے پہچان لئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

حضرات! ہمارے مدمقابل نے ایک آیت یہ بھی پڑھی تھی لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ۔ (پ۹، سورہ الاعراف آیت ۱۸۸) یعنی اگر میں گذشتہ زمانہ میں غیب کو جانتا تو بکثرت بھلائیاں جمع کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی۔ مولوی صاحب کا مقصد اس آیت سے بھی نفی علم غیب ہے حالانکہ مولوی صاحب کے دعویٰ سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ دعویٰ تو مولوی صاحب کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں دیا گیا اور آیہ کریمہ میں ذکر زمانہ ماضی میں ہے۔ آیہ شریفہ میں الفاظ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اور لَاسْتَكْثَرْتُ اور مَا مَسَّنِيَ سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتے ہیں۔ آیہ شریفہ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گذشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت

سی خیر جمع کرلیا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی۔ اگر ذاتی اور استقلالی علم کی نفی سے قطع نظر کر کے حسب مدعائے مخالف فرض کرلیا جائے کہ اس آیت سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں مضر نہیں۔ اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گذشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے۔ کہ اگر میں پہلے سے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کرلیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی لیکن اس آیت میں اس امر پر دلالت ہرگز نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے غیب کا علم نہ ہوگا۔ پس آیت میں اگر نفی وانکار ہے تو زمانہ ماضی کی ہے۔ قطع نظر اس سے ہم اپنے مدمقابل سے پوچھتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ قضیہ شرطیہ ہے۔ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ شرط اور لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ جزا۔ یا باصطلاح منطق مقدم وتالی اور انتفاء شرط مستلزم انتفاء جزا ہوتی ہے۔ تو جب آپ کے نزدیک حضور پرنور مجمع البرکات منبع الحسنات جامع الخیرات صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تو استکثار خیر بھی ثابت نہیں۔ یعنی آپ کے عقیدہ کے مطابق آپ کی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نے خیر کو جمع نہیں فرمایا حالانکہ یہ عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ وہ کون سی بھلائی ہے جو حضور نے حاصل نہ کی ہو۔ استکثار خیر تو قطعاً ثابت ہے۔ آیت کریمہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور مَنْ يُّؤْتَى الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اس اس پر دال ہیں۔ پس ہمارے مدمقابل کا دعویٰ باطل ہے اور آیت کا صحیح مفہوم وہی ہے جو عرض کیا گیا کہ نفی زمانہ ماضی میں ہے۔

مولوی صاحب! آپ نے کبھی شفاء امام قاضی عیاض اور اس کی شرح نسیم الریاض کا نام سنا ہے؟ اس میں آپ حضرات کے اوہام وشکوک کا ازالہ ان لفظوں میں فرماتے ہیں (ھذہ المعجزۃ) فی اطلاعہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی

الغیب (معلومۃ علی القطع) بحیث لا یمکن انکارھا او التردد فیھا لا حد من العقلاء (کثرۃ رواتھا و اتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب) و ھذا لا ینافی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللّٰہ . وقولہ لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باعلام اللّٰہ تعالیٰ لہ فامر محقق لقولہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً قطعاً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس بارہ میں حدیثیں بکثرت وارد ہیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیات کے خلاف نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور اسی طرح آیت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ میں اگر غیب جانتا تو بہت بھلائی جمع کرلیتا۔ ان آیتوں میں بلاواسطہ علم غیب کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

کیوں جناب مولوی خیر محمد صاحب! یہ وہی آیت ہے یا نہیں۔ اس کو علماء اہلسنت نے علم بالذات کی نفی پر محمول کیا یا نہیں۔ علم غیب بالواسطہ یعنی بعطائے الٰہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت مانا یا نہیں؟ ضرور مانا وَلٰكِنَّ الديابنة قومٌ لا يفقهون۔ پس آیات واحادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ماکان ومایکون ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جوابی تقریر چہارم

(منجانب: مولوی خیر محمد صاحب مناظر جماعت دیوبندیہ)

بھائیو! اس دفعہ مولوی سید احمد صاحب نے ایک دو آیتیں حدیثیں پڑھ دیں اور اس سے ثابت کرنا چاہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم عنایت کیا گیا۔ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ آپ پر ظاہر فرمایا گیا۔

مولانا! میں پہلے بھی اپنی تقریروں میں واضح کر چکا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ما کان وما یکون کا علم ثابت کرنا شرک اور کفر ہے کیونکہ یہ خداوند تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے کہ وہ ما کان وما یکون کا عالم ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کے واقعات جانتے تھے یا نہیں؟ آپ تو یہی کہیں گے کہ وہ جانتے تھے لیکن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ کو اپنے بعد کے واقعات کی خبر نہ تھی۔ سنئے! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن فرشتے چند آدمیوں کو لے کر آئیں گے' میں اُن آدمیوں کو آب کوثر پلانے کیلئے اپنی طرف بلاؤں گا' فرشتے کہیں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک کہ یارسول اللہ! آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ یہ تو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ دیکھئے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے اپنے غیب جاننے کی نفی فرما رہے ہیں کہ اس طرح میں اُن لوگوں کو بلاؤں گا اور فرشتے کہیں گے کہ یارسول اللہ! آپ نہیں جانتے کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے

والے واقعات کی خبر نہیں تھی۔ اگر آپ کو خبر ہوتی تو آپ ان لوگوں کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیتے کہ یہ لوگ مرتد ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لاعلمی سے اُن کو مسلمان اور اپنا اُمتی سمجھ کر اپنی طرف بلاتے ہیں اور فرشتے آپ کو خبر دیتے ہیں کہ جن کو آپ مسلمان سمجھے ہوئے ہیں وہ تو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ دیکھئے یہاں سے علم ما یکون کی نفی ہو گئی کہ آپ جو کچھ ہونے والے واقعات ہیں اُن کی خبر نہیں جانتے۔ رہا علم ما کان یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اس کا علم تو وہ بھی میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں کہ اس کا بھی حضور کو علم نہیں تھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ جس وقت کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ اصحاب کہف کا حال بیان کریں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس دن وہ حالات نہ بتا سکے بلکہ جس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو اصحاب کہف کی خبر دی تو آپ نے لوگوں کو بتایا۔ اگر پہلے معلوم ہوتا تو اُسی وقت بتا دیتے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان کا علم بھی نہیں تھا۔ میں نے اپنی تقریر میں ثابت کر دیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم نہیں دیا گیا۔ اب چونکہ میرا وقت ختم ہے اس لئے میں اپنی تقریر کو بند کرتا ہوں۔

تقریر پنجم

(منجانب: ابوالبرکات مولانا سید احمد صاحب قبلہ مناظر اہلسنت والجماعت)

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ ۔ حضرات! سخت تعجب ہے کہ فقیر نے دس پندرہ آیتیں اور دس بیس حدیثیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے

ثبوت میں پیش کیں اور مولوی صاحب کی تمام پیش کردہ آیات کا مفصل و مدلل جواب دیا لیکن مولوی صاحب نے ان آیات و احادیث کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ حدیث انک لا تدری ما احدثوا بعدک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں تھا اگر علم ہوتا تو حضور ان لوگوں کو حوض کوثر پر کیوں بلاتے۔

جواب اس کا بغور سنئے اور داد دیجئے اور حق سمجھو تو قبول کیجئے۔ مولوی صاحب جب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر محضر صحابہ میں خود بنفس نفیس خبر دے رہے ہیں کہ ہم کل قیامت میں بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے کہ انک لا تدری ما احدثوا بعدک تو اگر تعصب کا چشمہ اُتار کر دیکھا جائے تو حضور انور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اگر انصاف کیا جائے تو اس حدیث سے قیامت کا علم ثابت ہوتا ہے کہ جو بات فرشتوں کے دل میں ہے اور جس کا اظہار وہ عین حوض کوثر پر کریں گے۔ نبی کریم (عالم ما کان و ما یکون) صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اُس کی خبر دے رہے ہیں کہ فرشتے یہ کہیں گے اور میں یہ کہوں گا۔ تو معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً اُن کا علم ہے لیکن بمقتضائے رحمت اپنی آغوش رحمت میں عاصیوں کو بھی لینا چاہیں گے مگر فرشتے عرض کریں گے کہ انک لا تدری الخ۔ پس اگر بقول آپ کے حضور کو علم نہیں تو بغیر علم آج سے چودہ سو سال پیشتر خبر کیسے دے دی؟ اللہ عقل سلیم اور فہم مستقیم عنایت فرماتا تو مولوی صاحب کو یہ سمجھنا کچھ دشوار نہ تھا کہ بغیر علم خبر دینا ناممکن ہے حالانکہ حدیث بخاری شریف سے حضور کو اس واقعہ کا معلوم ہونا اور نظر انور سے گذر جانا ثابت ہوتا ہے۔ بینا انا قائم اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی و بینهم فقال هلم فقلت این؟ قال الی النار واللہ قلت وما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری۔ (بخاری شریف کتاب الرقاق باب فی الحوض) حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں کھڑا تھا کہ اچانک ایک جماعت گزری جب میں نے اُن کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اور اُن کے درمیان سے نکل کر اُن سے کہا آؤ۔ میں نے کہا کہاں؟ اُس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف۔ میں نے کہا۔ اُن کا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ حضور کے بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی صاحب اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور ان کا مآل جانتے تھے۔ اس حدیث کو نفی علم کی دلیل ٹھہرانا عطاء الٰہی و فضائل مصطفوی سے انکار و اعراض کرنا ہے۔ جو قساوت قلبی پر دلیل واضح ہے۔

علاوہ بریں یہ بھی جائز ہے کہ یہاں ہمزہ استفہام محذوف و مقدر ہو۔ دلالت حال بھی اسی کی مقتضی ہے جیسا کہ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا اور هٰذَا رَبِّيْ میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے۔ قرینہ قویہ ہے۔ فاقول یا رب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی پس میں کہوں گا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے اُمتی۔ پس فرمایا جائے گا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ تو حدیث مذکور میں بھی انک لا تدری میں الا تدری ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں مولوی

صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت کے جملہ اعمال نیک و بد' صغیر و کبیر' حقیر و قطمیر' ذرہ و قطمیر پیش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے تو پھر کس طرح حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہ ہو نگے۔

فرمایئے جناب مولانا استفہام مقدر مانئے گا یا نہیں؟ اور اب تک اس قدر آیات و احادیث سنا کر آپ کی سمع خراشی کی کچھ تسلی ہوئی یا وہی ''مرغے کی ایک ہی ٹانگ'' کہے جایئے گا۔ کاش ذہول پر ہی حمل کیا ہوتا۔ مگر وہابیت و نجدیت اجازت نہیں دیتی۔ آپ فرماتے ہیں اصحاب کہف کا واقعہ حضور نے بیان نہیں فرمایا۔ مولوی صاحب! حضور کی عداوت و توہین نے دین و عقل سب کچھ کھو دیا۔ ذرا خدا سے شرمایئے۔ کیا تفاسیر میں آپ نے یہ نہیں پڑھا کہ مشرکین یہود سے چند سوال سیکھ کر آئے۔ ایک قصہ ذوالقرنین اور اصحاب کہف اور ایک حقیقت روح۔ یہ تینوں امور حضور سے دریافت کئے۔ آپ نے بلا نزول وحی کچھ نہ فرمایا۔ جب بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غیوب ثلاثہ کی اطلاع دی۔ آپ نے کفار کو خبر دے دی۔ تعجب ہے آپ نے قرآن کو بھی فراموش کر دیا۔ سچ ہے حضور کی توہین لا تشعرون کا مصداق بنا دیتی ہے۔

سنئے! قرآن حکیم میں ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ اور يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ اور سورہ کہف میں اصحاب کہف کا واقعہ مصرح نازل فرما دیا۔ مولوی صاحب! اس قدر سراسیمہ اور پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ قسمت میں لکھا آگے آرہا ہے۔ سخت حیرت ہے کہ آپ لوگوں کو شب و روز یہی فکر رہتی ہے کہ کوئی آیت یا حدیث ایسی ملے جس میں بظاہر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہ معلوم

ہوتی ہو۔ سچ ہے ''خنزیر چمن میں گھس کر بھی اپنی غذا ہی تلاش کرتا ہے۔ چند صحرائی کو پلاؤ زردہ قیمہ بریانی نہیں بھاتی''۔ جُعَل ہمیشہ نجاست کا جویاں رہتا ہے۔ خفاش کو آفتاب سے تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ لوگوں میں شمہ برابر بھی ایمان ہوتا۔ تو ہرگز علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرتے۔ اس قدر احادیث و آیات کے بعد بھی آپ برابر نفی علم کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔

حضرات! اب چند عبارات کتب معتبرہ اہلسنّت و جماعت سے پڑھ کر سناتا ہوں۔ جن سے اُلفت نبوی کے گلشن مہکتے' عشق محمدی کے غنچے چٹکتے' عظمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند چمکتے۔ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سورج دمکتے بادۂ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساغر چھلکتے۔ دیو کے بندے زیر خنجر حق بلکتے۔ وہابیت کے بوم مذبوح پھڑکتے۔ نجدیت کے زاغ جاں بلب سسکتے نظر آئیں گے۔

کتاب الابریز میں ہے کہ علم قیامت وغیرہ علوم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر مخفی رہ سکتے ہیں۔ و کیف یخفی علیه ذالک و الاقطاب السبعة من امة الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاخرین الذی هو سبب کل شی و منه کل شی۔ یعنی علم قیامت سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپ کی اُمت شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے۔ پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سید الاولین والآخرین محبوب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو نیازمند بھی اس کے عالم ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود

حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔

مدارج النبوۃ شریف میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہر چہ ور دنیاست از زمانِ آدمؑ تا اوان نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند۔ تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم گردید۔ یارانِ خود را نیز از بعضے از اں احوال خبر داد"۔ نیز فرماتے ہیں قدس سرہٗ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ دوے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بہمہ چیز از شیونات و احکام الٰہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ شدہ۔ علیہ من الصلوٰۃ افضلها ومن التحیات اتمها واکملها

خلاصہ مطلب دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ جو علم حدیث کو ہندوستان میں لائے جن کے تمام علماء مخالف و موافق مرہون احسان ہیں۔ فرماتے ہیں "جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام سے لے کر نفخہ اولیٰ تک سب کا سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کیا گیا۔ تا کہ اس کی تمام حالتوں کو اول سے آخر تک معلوم فرمائیں۔ خلفائے راشدین کو ان میں سے بعض احوال کی خبر دی"۔ نیز فرماتے ہیں "نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شے کے عالم ہیں۔ شیونات اور احکام الٰہی اور احکام صفات حق اور اس کے اسماء و افعال اور ان کے آثار اور جملہ علوم ظاہر و باطن اول و آخر سب کا احاطہ فرمایا اور مصداق فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ہوئے (ﷺ) یہ ہے اہلسنت کا عقیدہ۔

مولوی صاحب! اب تو خدارا توبہ کیجئے اور توہین و تنقیص علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز آجایئے کہ ابھی درِ توبہ مفتوح ہے۔

اب چونکہ وقت مناظرہ ختم ہو چکا تھا اس لئے حضرت قبلہ ابوالبرکات مولانا سیّد احمد صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب صدر اہلسنّت والجماعت نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ چونکہ مناظرہ کا وقت ڈیڑھ بجے تک تھا جواب ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس وقت مناظرہ بند کیا جاتا ہے اور بعد نماز ظہر پھر شروع ہوگا۔ آپ تمام حضرات تشریف لے جا سکتے ہیں۔ بعد نماز ظہر مکرر کاروائی شروع ہوگی تو پھر تشریف لے آئیں۔ چنانچہ تمام مجمع نے صاحب صدر کے ارشاد کی تعمیل کی اور بخیر و خوبی جلسہ برخاست ہوا۔

کاروائی مناظرہ بعد نماز ظہر

ظہر کی نماز پڑھ کر رئیس الحکماء والمتکلمین حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب مع ایک جم غفیر مناظرہ گاہ میں تشریف لائے۔ آپ کی آمد پر نعرہ ہائے تکبیر و نعرہ ہائے رسالت بلند ہوئے اور اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے فلک بوس نعروں سے دشت و جبل گونجنے لگے۔ حضرت قبلہ ابوالبرکات صاحب مع تمام علمائے اہلسنّت والجماعت کرسیوں پر رونق افروز ہو گئے۔

اس وقت وہابیوں کی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ تمام اسٹیج پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اسٹیج کا کچھ حصہ تو پہلے ہی قہر خداوندی کی نذر ہو چکا تھا اور جو باقی بچا تھا وہ بھی کس مپرسی کی حالت میں وہابیہ کی جان و مال کو رو رہا تھا۔ تین چار وہابی مولوی اسٹیج کی اگلی طرف بیٹھے ہوئے تھے لیکن چہروں کی رنگت اُڑی ہوئی تھی منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھی۔ خصوصاً ان کے مناظر مولوی خیر محمد صاحب جالندھری کی حالت تو واقعی

قابل رحم تھی۔ آپ عجیب ہیئت کذائی سے کرسی پر جلوہ افروز تھے۔ نہ تو وہ صبح والا طمطراق اور شان وشوکت آپ میں موجود تھی اور نہ ہی اُن کی شوخی اور دل آویزی کہیں نظر آتی تھی۔ بلکہ شہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ قامت زیبا صبح والی سیاہ اچکن اور شاہی رومال سے بے نیاز اور چندیا کلاہ اور پشاوری لنگی سے محروم کردی گئی تھی آپ فرق مبارک کو ایک کھدر کی ٹوپی سے زینت دیئے ہوئے پورے مہاتما بنے بیٹھے تھے۔ صبح کی وہ تمام عشوہ طرازیاں اور ناز آفرینیاں داغِ مفارقت دے چکی تھیں۔ جگر گوشہ بتول نے اپنی ولولہ انگیز تقریروں سے بے چارے کی تمام شیخی کرکری کردی تھی محمد علی جالندھری کرسی کے ساتھ کرسی ملائے بیٹھا ہوا تھا اور آپ کو طفل تسلیاں دے رہا تھا لیکن اُن کے دلِ مضطر کو کسی طرح قرار نہیں آتا تھا۔ جس وقت صبح کی شرمناک شکست کا تصور آتا تھا تو دلِ پُر درد سے ایک جگر خراش آہ کھینچ کر بے ساختہ پکار اُٹھتے تھے۔

نزولِ برق سے جلنا ہوائے تند سے اُڑنا

یہی اب تو بساطِ آشیاں معلوم ہوتی ہے

بقیہ وہابی کچھ تو پہلے ہی سے مولانا سید احمد صاحب قبلہ کی تقریریں سن سن کر حواس باختہ ہو چکے تھے۔ اس پر اپنے مناظر کی قابل رحم حالت کو دیکھ دیکھ کر رہا سہا حوصلہ بھی ہار چکے تھے۔ غرضیکہ تمام اسٹیج شہر خاموشاں کا تصور دلا رہا تھا،

اِدھر صدر اہلسنت والجماعت حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب منتظر کہ وہابیہ کے صدر سر اوپر اُٹھائیں تو مناظرہ کے متعلق گفتگو کی جائے لیکن صدر وہابیہ اپنے مناظر کی حالتِ زار دیکھ کر تصویرِ حیرت بنا ہوا تھا۔ کافی دیر کے بعد

حضرت مولانا محمد مظہر الدین صاحب نے صدر دیوبندیہ کو پکارا۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) صدر صاحب! اے جناب صدر صاحب!!

(مولوی محمد علی صاحب۔ چونک کر) اجی حضرت کیا بات ہے کیا آپ آگئے ہیں؟

(مولوی مظہر الدین صاحب) اچھا ابھی تک آپ کو اتنا ہوش نہیں کہ ہم آگئے ہیں یا نہیں؟ صبح کی شکست نے آپ لوگوں پر اتنا اثر کیا کہ آپ ہوش بھی کھو بیٹھے۔

(مولوی محمد علی صاحب: مسخراپن سے) میرا کیا پوچھتے ہیں میں نے تو جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ہوش کھو بیٹھا ہوں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: پھر آپ نے وہی نقالی اور مسخراپن شروع کردیا۔ آپ میری بات کا جواب دیں کہ مناظرہ کرنا ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: کیوں نہیں مناظرہ کیلئے تو آئے ہیں پھر مناظرہ نہ کرنے کے کیا معنی

مولوی مظہر الدین صاحب: اچھا اب آپ بتائیں کہ علم غیب کا مسئلہ تو صاف ہو چکا اب آپ کس مسئلہ پر مناظرہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

مولوی محمد علی: چونکہ صبح کے وقت مولوی خیر محمد صاحب کی تقریر میں گڑبڑ پیدا ہو گئی تھی اور کچھ ٹائم ضائع ہو گیا تھا اور مناظرہ پورے دو گھنٹے نہیں ہو سکا تھا اس لئے اس وقت اتنا ہی ٹائم لے کر مسئلہ علم غیب پر مناظرہ کیا جائے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: مولوی صاحب! مناظرہ جیسا کہ شرائط میں لکھا ہوا ہے ساڑھے گیارہ بجے سے شروع ہوا اور ڈیڑھ بجے ختم ہوا۔ اس حساب سے پورے دو گھنٹے بنتے ہیں اور دو گھنٹے ہی مسئلہ علم غیب کیلئے ٹائم مقرر ہوا تھا۔ اس لئے وہ مناظرہ تو ختم ہوا۔ ہاں اگر آپ کی خواہش ہے کہ علم غیب پر پھر مناظرہ کیا جائے تو گھنٹہ ڈیڑھ

گھنٹہ یا جتنا وقت آپ مناسب سمجھیں مقرر کریں اور دوبارہ مسئلہ علم غیب پر ہی مناظرہ کرلیا جائے کیوں اب بھی آپ خوش ہیں یا نہیں؟

مولوی محمد علی: نہیں مولوی مظہر الدین میرا یہ مطلب نہیں کہ مسئلہ علم غیب پر پھر نئے سرے سے مناظرہ شروع کیا جائے بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ جو ۲۵ منٹ کا وقت ضائع ہوا ہے اس میں علم غیب پر مناظرہ کیا جائے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: نہ معلوم آپ کے کانوں کو کیا ہو گیا ہے خدا جانے ثقل سماعت کی کسر ہے یا اور کوئی بیماری ہے۔ میں کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ مناظرہ ساڑھے گیارہ بجے سے شروع ہو کر ڈیڑھ بجے ختم ہو گیا لیکن آپ یہی رٹ لگا رہے ہیں کہ نہیں ۲۵ منٹ ابھی باقی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حساب کرنا نہیں جانتے۔ اگر آپ کو علم حساب سے کچھ بھی واقفیت ہوتی تو اتنی فاش غلطی نہ کرتے۔

مولوی محمد علی: نہ مولوی مظہر الدین۔ پورے دو گھنٹے مناظرہ نہیں ہوا بلکہ ۲۵ منٹ ابھی باقی رہتے ہیں اس لئے ان ۲۵ منٹوں میں علم غیب پر ہی مناظرہ کرنا چاہیئے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: تو پھر ۲۵ منٹ کیا خاک مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ ہی کرنا ہے تو اس کے ساتھ کچھ اور ٹائم ملا لو تا کہ کچھ نتیجہ خیز بحث بھی ہو اور سامعین کے ہاتھ پلے بھی کچھ پڑے۔

(مولوی محمد علی کچھ سوچ کر) اچھا تو پون گھنٹہ ان پچیس منٹوں میں اور ملا لیجئے اس طرح کل ۷۰ منٹ ہو جائیں گے۔ پہلے دس منٹ مولوی خیر محمد صاحب تقریر کریں پھر مولوی سید احمد صاحب پھر مولوی خیر محمد صاحب اسی طرح ہر دو مناظر دس دس منٹ تقریر کرتے جائیں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: واہ رے اُستاد تیری چالاکی کے کیا کہنے! تمہاری خواہش ہے کہ اس طرح گڑبڑ ڈال کر آخری تقریر مولوی خیر محمد صاحب کی کر دی جائے لیکن یہ نہیں جانتے کہ آخری تقریر مدعی کی ہوا کرتی ہے اور یہاں مدعی حضرت قبلہ سید احمد صاحب ہیں۔

مولوی محمد علی: تم نہ اس طرح مانتے ہو نہ اُس طرح۔ ۲۵ منٹ کا مشورہ آپ کو دیا وہ بھی نامنظور۔ اب پون گھنٹہ اور زیادہ کیا تو یہ بھی نامنظور۔ نہ معلوم تمہارا کیا ارادہ ہے؟

مولوی مظہر الدین صاحب: اچھا تو دس منٹ اور داخل کر کے بجائے ۷۰ کے ۸۰ منٹ کر دیجئے دس منٹ سے اتنی کون سی زیادتی ہو جائے گی۔ فرمایئے اب بھی ٹھیک ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: تم نے ہماری دونوں باتوں کو رد کر دیا اب ہم بھی تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گے۔

مولوی مظہر الدین: تو یوں کہیے کہ مناظرہ کرنے کا ارادہ نہیں۔ آپ نے اگر رشیدیہ پڑھا ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آخری اور پہلی تقریر مدعی کی ہوتی ہے۔ (رشیدیہ ہاتھ میں اُٹھا کر) یہ دیکھئے میرے پاس رشیدیہ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوتی ہے۔ خدا جانے آپ حقیقت سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔

مولوی محمد علی: (ایک کتاب اُٹھا کر) آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ہی کے پاس رشیدیہ ہے اور کسی کے پاس نہیں یہ دیکھئے ہم بھی رشیدیہ لے کر آئے ہوئے ہیں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: بہت اچھا! اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ کیا اس میں لکھا ہوا نہیں کہ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوا کرتی ہے۔

مولوی محمد علی: (گفتگو کا پہلو بدل کر) مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خود ہی آپ نے کہا کہ

۲۵ منٹ سے زیادہ ٹائم کردو تو آپ کے کہنے پر میں نے پون گھنٹہ زیادہ کر دیا۔ اب آپ پھر کیوں نئے سرے سے جھگڑا شروع کر رہے ہیں۔ آپ کی ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اگر آپ ٹائم زیادہ نہیں کرنا چاہتے تو چلو انہیں ۲۵ منٹوں میں مناظرہ فرمایئے۔ اب بھی منظور ہے یا نہیں؟

مولوی مظہر الدین صاحب: میں آپ کی ان چالاکیوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ آپ کی یہ مرضی ہے کہ کسی طرح مولوی خیر محمد صاحب کو آخری تقریر مل جائے لیکن چونکہ یہ اصول مناظرہ کے خلاف ہے اس لئے ہم اس کو ہرگز ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(مولوی خیر محمد صاحب سے مخاطب ہو کر) مولوی خیر محمد صاحب! آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ کیا آخری تقریر مدعی کی نہیں ہوتی؟

مولوی محمد علی: آپ اُن سے کیوں دریافت کرتے ہیں جب میں آپ کے سامنے بحیثیت صدر کے موجود ہوں تو آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر مولوی خیر محمد صاحب سے خطاب کریں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: میں اُن سے اس لئے دریافت کر رہا ہوں کہ وہ بہ نسبت آپ کے زیادہ عالم ہیں۔ نیز ان کی طبیعت بھی انصاف پسند معلوم ہوتی ہے۔ آپ جیسے ضدی نہیں ہیں کہ صبح سے لے کر اس وقت تک کوئی بات بھی نہیں مانی۔ اسی طرح اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔

مولوی محمد علی: میں نے کوئی بات نہیں مانی یا آپ ہماری بات نہیں مانتے۔ خیال تو کیجئے کہ پہلے ہم نے ۲۵ منٹ کیلئے کہا وہ بھی آپ نے مسترد کر دیا پھر اس پر پون گھنٹہ اور زیادہ کیا وہ بھی آپ نے نامنظور کر دیا اب پھر میں نے ۲۵ منٹ کیلئے کہا اسے بھی آپ

نہیں مانتے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ میں آپ کی بات کو نہیں مانتا یا آپ ہماری بات نہیں مانتے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: اچھا تو آپ یوں کریں کل ٹائم ۳۰ منٹ رکھیں پہلی دو تقریریں دس دس منٹ اور دوسری پانچ پانچ منٹ کی فرمایئے اب بھی معقول بات ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: جی کیوں نہیں۔ آپ کی تو تمام باتیں معقول ہوتی ہیں صرف ہماری باتیں ہی نامعقول ہیں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: بندہ خدا اسی طرح فضول باتوں میں وقت کو ضائع کرنا ہے یا کچھ مناظرہ کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ کتنا ٹائم تم نے ان بیکار باتوں میں ضائع کر دیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ لوگ تمہیں کیا کہتے ہوں گے۔

جب اس قسم کی باتوں میں کافی وقت ضائع ہو گیا تو تمام پبلک اکتا گئی۔

سب انسپکٹر صاحب پولیس نے جو مناظرے کے انتظام کے لئے آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ وہابیہ اپنی مخصوص چالوں کے ساتھ مناظرہ سے گریز کر رہے ہیں تو انہوں نے صدر دیوبندیہ مولوی محمد علی صاحب کو علیحدہ بلا کر خوب ڈانٹا کہ تم شرارتوں سے پبلک کو تنگ کر رہے ہو۔ اگر تمہارا مناظرہ کرنے کا ارادہ نہیں تو یہاں سے چلے جاؤ

چنانچہ مولوی محمد علی جالندھری کھسیانہ ہو کر واپس لوٹا اور تمام دیوبندی مولویوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ چنانچہ تمام دیوبندیوں کے مشورے سے ۲۵ منٹ کی بجائے ۳۰ منٹ مقرر کئے اور پروگرام اس طرح مرتب کیا کہ پہلے دس منٹ مولوی خیر محمد صاحب تقریر کریں بعد ازاں دس منٹ حضرت قبلہ سید احمد صاحب اور

پھر پانچ منٹ مولوی خیر محمد اور بعدازاں پانچ منٹ قبلہ سید احمد صاحب تقریر کریں۔ چنانچہ صدر اہلسنّت والجماعت نے اس بات کو منظور کرلیا اور مولوی خیر محمد نے جلسہ میں کھڑے ہوکر تقریر شروع کی۔

جوابی تقریر پنجم (بعد ظہر)

(منجانب: مولوی خیر محمد صاحب مناظر جماعت دیوبندیہ)

بھائیو! میں نے صبح کی تقریروں میں واضح دلائل کے ساتھ ثابت کردیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔ بخلاف اس کے مولوی سید احمد صاحب ادھر اُدھر کی لمبی چوڑی باتیں کرکے اپنا وقت گزارتے رہے۔ حالانکہ میں اپنی ہر تقریر میں مولانا صاحب سے مطالبہ کرتا رہا کہ مولانا آپ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل پیش کریں لیکن افسوس کہ انہوں نے میرے مطالبہ کی طرف التفات نہ کیا اور اُلٹی دھمکیاں دے کر ہمیں مرعوب کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ میں نے چھ آیتوں اور کتنی حدیثوں سے ثابت کردیا کہ خدا کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں۔ اب میں آپ کے سامنے ایک اور حدیث پڑھتا ہوں۔ سنیئے

مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ایک دن صحابہ کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے جوتی اُتار دی۔ آپ کے اتباع میں صحابہ نے بھی اپنی اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے جوتیاں کس لئے اُتار دیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے جوتیاں اُتار دیں تو ہم نے بھی آپ کی

متابعت میں جوتیاں اُتار دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ آپ کی جوتی میں پلیدی لگی ہوئی ہے اس لئے میں نے جوتی اُتار دی تھی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو اپنی جوتیوں کی بھی خبر نہ تھی۔ آیا پاک ہیں یا ناپاک۔ چہ جائیکہ آپ کو غیب کا علم ہوتا جب تک جبرائیل آ کر آپ کو خبر نہیں دیتے۔ آپ ان ہی جوتیوں میں نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ آپ کو اتنا بھی علم نہیں کہ جوتیاں پاک ہیں یا ناپاک؟ جبرائیل آ کر خبر دیتے ہیں کہ آپ کی جوتی میں پلیدی ہے تو آپ کو خبر ہوتی ہے۔ دیکھئے یہ کتنی روشن اور واضح دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔

میں نے چھ آیتیں اور کتنی حدیثیں پڑھیں لیکن آپ نے میری بعض دلیلوں کو تو چھوا تک نہیں اور جن کا جواب دیا ہے اُن کا نہ سر ہے نہ پیر۔ میں پھر آپ کو ایک بار کہتا ہوں کہ آپ میری ان تمام دلیلوں کا جواب دیں۔ صبح کی طرح ادھر اُدھر کی لمبی چوڑی باتوں میں وقت کو ضائع نہ کریں۔

تقریر ششم (بعد نماز ظہر)

(منجانب: ابوالبرکات مولانا سید احمد صاحب قبلہ مناظر اہلسنّت والجماعت)

عزیزانِ گرامی! آپ نے دیکھا کہ فقیر نے اب تک بکثرت آیات و احادیث اور اقوال مفسرین وعلماء متقدمین پیش کئے۔ جن سے علم ماکان وما یکون کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن وتاباں و درخشاں ہے لیکن مولوی خیر محمد صاحب میری پیش کردہ دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ کی طرف اصلا

التفات نہیں فرماتے۔ اس موقع پر مجھے علامہ شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آیا:

قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد
وینکر الفم طعم الماء من سقم

یعنی دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج اور بیمار ذائقوں کو برا لگتا ہے پانی۔

مولوی صاحب! نصوص قطعیہ و احادیث صحیحہ صریح کے مقابلہ میں آپ بار بار جزئیات محتملہ مؤولہ پیش کرتے اور اس سے نفی علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سند لاتے ہیں یہ کیا جہالت ہے۔ ہم بارہا آپ کو نکتہ بتا چکے کہ آیات حصر جن میں علم کی بظاہر نفی ہے اور وہ احادیث جن میں علم کا بظاہر انکار ہے وہ سب محمول ہیں علم ذاتی ازلی غیر متناہی بالفعل پر اور جن آیات و احادیث میں اثبات ہے ان سے مراد علم عطائی حادث متناہی ہے۔ اگر یہ دو جہتیں نظر انداز کریں گے تو تطبیق ناممکن ہوگی۔ وہ آیات و احادیث جن میں نفی و انکار ہے قوۃ میں سالبہ کلیہ کے ہیں اور جن میں اثبات علم ہے وہ قوۃ میں موجبہ جزئیہ کے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے۔ تو اگر دو جہتیں بالذات و بالعطا نہ مانئے گا تو قرآن و حدیث میں تخالف و تناقض لازم آئے گا اور یہ قطعاً محال۔ قَالَ تَعَالٰی لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ لہذا تخالف و تعارض و تناقض محال۔ پس جب قرآن کریم کی آیتوں میں تناقض اور احادیث نبوی میں تخالف معلوم ہو تو تعارض و تخالف و تناقض کو اٹھا کر تطبیق دینا لازم و ضروری ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے جو محققین نے علماء نے فرمایا کہ آیات نفی محمول ہیں علم ذاتی پر۔ یا وہ آیات منسوخ ہیں یا نفی تو ادعا ہے یا از راہ

زہول فرمایا گیا ہے۔

اور آیات و احادیث جو مثبت علم غیب ہیں وہ محمول ہیں علم عطائی بالواسطہ پر کہ باعلام الٰہی حضور پرنور جملہ مکنونات لوح محفوظ پر مطلع ہیں۔ لہذا بنظر اول نفی اور بنظر ثانی اثبات۔ اب آپ اپنے دلائل اور فقیر کے پیش کردہ دلائل میں تطبیق دیجئے ورنہ آپ جیسے نازنینوں کو معرکہ مردان میں آنا کس نے مانا۔

ترا کہ گفت کہ اے نازنیں زپردہ برآ
بضرہ برصف مردان شیر افگن زن

مولوی صاحب! اَجْمِعُوْا شُرَکَآءَ کُمْ چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہوکر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف و صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ما کان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہا۔ جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ۔ اگر ایسا نص لاسکو اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔

تو خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کو۔ آپ نے ابوداؤد شریف سے ایک حدیث پڑھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک اُتار دیں یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فراغ صلوٰۃ فرمایا کہ تم نے اپنی جوتیاں کیوں اُتار دیں۔ عرض کیا کہ حضور کو دیکھا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اُتار دی ہے۔ لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے۔

اس حدیث سے مولوی صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور کو علم غیب ہوتا تو کیوں نجاست آلودہ جوتیوں سے نماز پڑھتے۔ سبحان اللہ!

ع..... "بریں عقل و دانش بباید گریست"

مولوی صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ "نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھی" خلاف ادب اور آپ کی نادانی و نافہمی پر دلیل واضح ہے۔ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست لگی نہ تھی جس سے نماز ناجائز ہو۔ اوّل تو حدیث میں لفظ قذر وارد ہے جس کے معنی گھن کے بھی ہو سکتے ہیں جیسے تھوک کھکار رینٹ تو یہ اصلاً نجس نہیں اور اگر نجاست ہی تسلیم کر لی جائے تو قدر درہم سے زائد نہ ہوگی۔ ورنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش مبارک اُتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سرِ نو پڑھتے مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ نماز کا اعادہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز نادرست ہوتی۔ بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا عرض کرنا اظہار عظمت و رفعت شان حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھا کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے۔ اس سے عدم علم آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال اور کور باطنی و تیرہ بالی کا اظہار ہے۔ جبرئیل امین کا عرض کرنا بلا تشبیہ ایسا ہے جیسے خادم اپنے مخدوم سے عرض کرے کہ سرکار یہ لباس حضور کے شایان شان نہیں۔ تو کیا اس سے مخدوم کا لباس سے بے خبر اور جاہل ہونا ثابت ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ استاد الکل فے الکل اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "وقذر بفتح قاف و ذال معجمہ در اصل آنچہ مکروہ پندارد آنرا طبع و ظاہر انجاستے بود کہ نماز باں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا

خوش دارد۔ والا نماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز باں گذاردہ بود۔ و خبر دادن جبرئیل و بر آوردن پاجہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود"۔ تو اس حدیث سے بھی آپ کا مدعا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ ہمارے دعوے کی مؤید اور عظمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر و مثبت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ حق تعالیٰ چشم بینا عطا فرمائے اور کور باطنی سے بچائے اور آپ جیسے مدعی حنفیت کو سچا پکا مومن بنا کر پکا حنفی بنائے۔

مولوی صاحب! آپ کے نزدیک تو (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نجاست آلودہ جوتی کا بھی علم نہ تھا اور عاشقان سید الابرار محققین علماء کبار کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ امام شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ شریفہ بردہ میں ارقام فرماتے ہیں:

وکلھم من رسول اللّٰہ ملتمس ۔۔۔ غرفا من البحر اور شفا من الدیم

یعنی جملہ انبیاء و رسل سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے علم سے ایک چلو یا سحاب کرم سے ایک جرعہ طلب کرنے والے ہیں۔ یعنی جملہ علوم انبیاء علم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے علم کا ایک قطرہ اور سحاب کرم کی ایک بوند ہے۔

عصید والشہدہ شرح قصیدہ البردہ میں علامہ خرپوتی ارشاد فرماتے ہیں:

ان جمیع الانبیاء و کل واحد منھم طلبوا و اخذوا العلم من علمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الذی ھو کالبحر فی السعۃ والکرم من کرمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الذی ھو کالدیم لانہ علیہ السلام مفیض وانھم مستفاضون لانہ تعالیٰ خلق ابتداء روحہ علیہ السلام ووضع علوم الانبیاء و علم ماکان وما یکون فیہ ثم خلقھم فاخذوا علومھم منہ علیہ السلام ۔ یعنی

جملہ انبیاء کرام نے فرداً فرداً حضور انور علیہ السلام کے علم سے اخذ کیا۔ حضور کا علم بلحاظ وسعت مانند سمندر کے ہے اور تمام پیغمبروں نے آپ کے جود و کرم سے جود و کرم طلب کیا حضور کا جود و کرم مانند بارش کے ہے تو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم مفیض علم و کرم ہیں اور جملہ انبیاء حضور کے دریائے علم و سحاب کرم سے مستفیض۔ اس لئے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے جملہ مخلوق سے پہلے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک کو پیدا فرمایا اور جملہ علوم انبیاء اور علم ما کان و ما یکون روح مقدس کو عطا فرمایا اور پھر انبیاء کرام کو پیدا فرمایا۔ پس انبیاء کرام نے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دریائے علم و سحاب کرم سے استفاضہ کیا۔

شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خص اللہ تعالیٰ بہ علیہ السلام الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصالح امتہ وما کان فی الامم وما سیکون فی امتہ من النقیر والقطمیر وعلی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادۃ والحساب۔ الخ۔ یعنی اللہ رب العزت نے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع مصالح دین و دنیا پر مطلع کیا اور جو کچھ امم سابقہ میں ہوا اور جو کچھ اس امت میں تا قیامت ہوگا ہر صغیر و کبیر حقیر و نقیر ذرہ و قطمیر کا علم عطا فرمایا۔ و جملہ فنون معارف مانند احوال قلوب اور فرائض و طرق عبادت اور علم حساب وغیرہ تعلیم فرمایا۔ بناءً علیہ یہی علامہ بوصیری قدس سرہ المعنوی والصوری قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دریائے جود و کرم سے دنیا و آخرت ہے اور منجملہ آپ کے علوم کے لوح و قلم کا علم ہے اور لوح و قلم میں کیا ہے۔ قرآن عظیم میں ہے۔ کل صغیر و کبیر مستطر لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ میں فرماتے ہیں۔ فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ صلی اللہ علیہ وسلم فما البعض الاخر أجیب بان البعض الاخر ھو ما اخبرہ اللہ تعالیٰ عنہ من احوال الاخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ھو کائن الی یوم القیمۃ۔ فقط۔ یعنی اگر شبہ کیا جائے کہ جب علم لوح و قلم آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا بعض ٹھہرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہ گیا۔ تو جواب یہ ہے کہ باقی احوال آخرت ہیں جن کی اللہ جل جلالہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع فرمائی کیونکہ قلم نے لوح محفوظ میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں۔

علامہ علی القاری حل العقدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں۔ وکون علومھما من علومہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمھما یکون نھرا من بحور علمہ وحرفاً من سطور علمہ۔ یعنی علوم لوح و قلم کے آپ کے علوم میں سے ہونے کا بیان یہ ہے کہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم متنوع ہوتے ہیں۔ کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف و معارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہے

سبحان اللہ! کیا ایمان افروز اور وہابیت سوز مضمون ہے۔ حضرات! یہ ہے علمائے اہلسنت کا عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اسی پاک عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر دنیا سے اُٹھائے اور ہمارے مدمقابل کو بھی توفیق دے کہ وہ توہین علم مصطفےٰ وتنقیص شان مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باز آجائیں۔ آمین۔

جوابی تقریر ششم

(منجانب: مولوی خیر محمد صاحب مناظر جماعت دیوبندیہ)

میرے دوستو! آپ نے میرے مدمقابل مولوی سید احمد صاحب کی تقریر سنی مولوی صاحب نے کتنے پھسپھسے دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا۔ آپ نے پہلی تقریروں میں دعویٰ کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قطرہ ہر ذرہ کا علم ہے لیکن دلیل پوچھو تو کوئی بھی نہیں۔ ایک دو آیتیں اور چند حدیثیں پڑھ دیں اور ثابت کرنا چاہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا۔ حالانکہ ان آیتوں اور حدیثوں کا ان کے دعوے کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں۔ مولوی صاحب! آپ کوئی ایسی آیت اور حدیث پڑھیں جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرے ذرے اور قطرے قطرے کا علم ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ قیامت تک کوئی ایسی آیت اور حدیث پیش نہیں کرسکیں گے۔ پھر آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا یہ دعویٰ کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ذرے اور ہر قطرے کا علم تھا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے۔

مولوی صاحب! آپ کی اس جوشیلی تقریر اور ان مشکل الفاظ سے کوئی شخص

یہ خیال نہیں کرسکتا کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ آپ کا دعویٰ اسی صورت میں ثابت ہوسکتا ہے کہ کوئی دلیل پیش کریں۔ میں نے اپنی تقریروں میں اپنے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کتنی آیتیں اور کتنی حدیثیں پڑھیں۔ الحمدللہ کہ تمام ارباب علم پر ظاہر ہوگیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ آپ نے نہ تو اپنی طرف سے کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی میرے اعتراضات اور دلائل کا جواب دیا۔ اِدھر اُدھر کی فضول باتوں میں اپنے وقت کو گزار دیا۔ آپ کی اس کمزوری سے معلوم ہوا کہ آپ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے سے قاصر ہیں۔ میں نے روز روشن کی طرح یہ حقیقت لوگوں پر ظاہر کردی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ ماکون وما یکون کا علم ہوتا۔

تقریر ہفتم

(منجانب: حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ مناظر اہلسنت والجماعت)

نَحْمَدُ اللّٰهَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ

عزیزانِ ملت! فقیر نے اب تک متعدد آیات واحادیث واقوال محدثین و مفسرین پیش کئے۔ جن سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوتا ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور حبیب اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم روز اول سے روز آخر تک کے جملہ ماکان وما یکون کے بعطاء الٰہی عالم ہیں کوئی دانہ زمین کی اندھیریوں میں اور کوئی قطرہ سمندروں میں اور کوئی پتہ درختوں میں اور کوئی ذرہ پہاڑوں میں اور کوئی خطرہ دلوں میں ایسا نہیں جس کا علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو۔ یہ سب کچھ

قرآن و حدیث وتصریحات علماء سے ثابت کر دیا لیکن مولوی صاحب نے میرے پیش کردہ دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ کا کوئی جواب نہیں دیا اور مولوی صاحب نے جس قدر آیات واحادیث علم غیب کی نفی میں پیش کیں فقیر نے بحمد اللہ تعالیٰ ہر ایک کا جواب مفصل ومدلل بحوالہ کتاب دے دیا۔ لَا نُسَلِّم کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ الحمد اللہ مسئلہ علم غیب تو بخوبی واضح ہو گیا اور مولوی صاحب کے اوہام وشکوک بھی باحسن وجوہ زائل کر دیئے گئے۔ اب چند عبارات علمائے محققین پیش کرتا ہوں جن سے آپ حضرات کو معلوم ہو جائے گا کہ قدمائے اہلسنت و جماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے جو فقیر نے پیش کیا۔

حضرات! تفسیر نیشاپوری میں زیر آیہ کریمہ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا فرماتے ہیں لانه روحه صلى الله عليه وسلم شاهد على جميع الارواح والقلوب والنفوس لقوله صلى الله عليه وسلم اوّل ما خلق الله روحى۔ یعنی یہ جو رب العزت جل مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے محبوب ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے یعنی جمیع امم پر تم کو شاہد بنائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح ہر ایک کے دل ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ (کوئی روح کوئی دل کوئی نفس ان کی نظر حق بین سے اوجھل نہیں اسی وجہ سے سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضروری ہے) اس لئے کہ حضور اقدس نے فرمایا "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا"۔ تو عالم میں جو کچھ ہوا سب حضور کے سامنے ہی ہوا۔ چنانچہ متعدد احادیث میں ارشاد فرمایا۔ كُنْتُ

نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔ وَكُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ لَمُنْجَدِلٌ بَيْنَ طِيْنَتِهٖ یعنی آدم علیہ السلام کا ابھی کالبد بھی نہیں بنایا گیا تھا کہ میں شرف نبوت سے مشرف تھا

حضرات! حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اصل کائنات مجمع حسنات و برکات وکمالات ہے۔ آپ کے فضائل پر دلائل طلب کرنا ہی حرام ہے۔ منکر فضیلت بددین گمراہ ہے۔ وہ کون سا فضل وشرف ہے جس کے حضور جامع نہ ہوں۔ علامہ بوصیری فرماتے ہیں:

فانسب الى ذاته ما شئت من شرف
وانسب الى قدره ما شئت من عظم
فان فضل رسول الله ليس له حد
فيعرب عنه ناطق بفم

یعنی "حضور کی ذات کی طرف جس شرف و بزرگی کو چاہے نسبت کر۔ حضور ہر بزرگی کے مالک ہیں اور فضائل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا حیطۂ بیان سے باہر ہے"۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔ حضور تو حضور حضور کے لاڈلے بیٹوں میں ایک بیٹے حضور پرنور غوث الثقلین مغیث الکونین سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وعزة ربى ان السعداء والاشقياء ليعرضون على عينى فى اللوح المحفوظ۔

عزت الٰہی کی قسم بے شک سب نیک و بد میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے اور فرماتے ہیں لولا لجام الشريعة على

لسانی لا خبرتکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقوارير ارٰی ما فی بواطنکم و ظواهرکم ۔ یعنی ”اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دے دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو۔ تم میرے سامنے شیشے کی مانند ہو میں تمہارے ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں“۔

اور فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ قلبی مطلع علی اسرار الخلیقة ناظر الی وجوه القلوب قد صفاه الحق عن دنس روية سواه حتی صار لوحا ینقل الیه ما فی اللوح المحفوظ و سلم الله ازمة امور اهل زمانه و صرفه فی عطائهم و منعهم ۔ ”میرا دل اسرار مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے رویت ماسوا کے میل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف وہ منتقل ہوتا ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے سپرد فرما دیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں منع کریں۔ والحمد للہ رب العالمین۔ یہ اور اس کے مانند بکثرت کلمات قدسیہ اجلہ اکابر نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں اور خلاصۃ المفاخر وغیرہما میں باسانید صحیحہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائے اور علامہ علی قاری وغیرہ علماء نے کتب مناقب شریفہ میں ذکر کئے۔

حضور پرنور سیدنا حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ترقیات کامل کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ اطلعه علی غیبه حتی لا تنبت شجرة ولا تخضر ورقة الا بنظره یعنی اللہ تعالیٰ کامل کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی پیڑ

نہیں اُگتا اور کوئی پتہ ہرا نہیں ہوتا مگر اس کی نظر کے سامنے۔

حضرت عزیزان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست“ یعنی زمین اولیاء اللہ کی نظر کے سامنے مانند دسترخوان کے ہے یعنی جملہ کائنات اُن کے روبرو ہے۔ جس طرح کھانے والے کے سامنے دسترخوان کی چیزیں۔

حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رضی اللہ عنہ یہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں ”و ما میگوئیم چوں روئے ناخنی ست ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست“ یہ دونوں ارشاد مولانا جامی قدس سرہ السامی نے نفحات الانس شریف میں ذکر کئے ہیں۔

حضرات منصف غیر متعصف طالب حق کیلئے یہی دلائل کافی و وافی ہیں اور معاند و متعنت کیلئے تمام قرآن کریم جملہ صحاح ستہ بھی پڑھ کر سنایا جائے تو اس کے دل کا کفر ٹوٹنا محال ہے۔ مولوی صاحب نے مسئلہ علم غیب کو سپر بنالیا۔ ورنہ اصل نزاع تو ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اور محمد قاسم نانوتوی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی اور اسماعیل دہلوی کے وہ اقوال کفر و ضلال ہیں۔ جن پر علمائے عرب و عجم نے کفر و ارتداد کا حکم صادر فرمایا۔ ان کو کافر مرتد خارج از اسلام بتایا۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ٹھہرایا۔ ان کے ساتھ سلام کلام میل جول حرام بتایا۔ ان کی امامت حرام ان کی تعظیم و توقیر کفر ان کو مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا منع۔ یہ سب احکام فتاویٰ ”حسام الحرمین“ میں موجود ہیں۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اکابر کی وہ عبارتیں بھی آپ کو سناؤں گا اور بقیہ مسائل پر بھی مناظرہ کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العزیز الحکیم۔

جلوس اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ کی آخری تقریر ختم ہونے پر جلسہ برخاست ہوا اور اہالیان تلونؔ نے علمائے اہلسنت والجماعت کا ایک زبردست اور شاندار جلوس نکالا اور قصبہ تلونؔ کے تمام گلی کوچوں میں پھرایا۔ سب سے آگے فاتح دیوبند حضرت مولانا ابوالبرات سید احمد صاحب قبلہ اور فخر اہلسنت والجماعت حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین صاحب تھے۔ ان کے بعد تمام علمائے اہلسنت والجماعت اور نعت خوان حضرات۔ یعنی چوہدری محمد علی صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب، میاں محمد علی صاحب اور جناب چوہدری محمد حسین صاحب قریشی فاروقی وغیرہم تھے۔ ان کے علاوہ قصبہ کے دیگر معززین بھی جلوس میں شامل تھے۔ نعت خوان حضرات حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب مجسم پوری کی مندرجہ ذیل نعت پڑھ کر حاضرین سے داد تحسین لے رہے تھے۔

نعت شریف

میں صدقے ہاں اُس سوہنے دے جیڑا شہر مدینے دا باسی
موصوف خدائے لم یزلی نَزَلَ الْقُرْآنُ بِمَدْحِہٖ
کسے ملک بشر دی شان نہیں جو شان محمد عربی دی
فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ وَ دَنٰی وَ لَوْ اَدْنٰی قَالَ الرَّحْمٰنُ بِرَفْعِہٖ
کر رحمت بھیجیا رحمت تھیں اُس ارحم سب رحیماں دے
ہین وسعت رحمت آں ارحم ھُوَ رَحْمَتُہٗ فِیْ رَحْمَتِہٖ

ویکھو نُور الٰہی دا جلوہ مکھ سوہنا شیشہ حق دا ہے
چوں نور رخش گردد جلوہ خَسَفَ الْقَمَرُ مِنْ طَلْعَتِہٖ
اوہ عبد اللہ تے رسول اللہ مختار ہے مولا دے گھر دا
چو بچشم حقیقت در نگری فَبَدَاءَ اللّٰہُ فِیْ صُوْرَتِہٖ
کیوں بھرم دوئی وچ پھسیا ایں تکھڑ صورت ویکھیں معنیاں نوں
بر کن زنگاں تعین راھُو ھُو ھُو ھُو فِیْ وَحْدَتِہٖ
دربار محمد دا عالی جو کجھ منگیں سب ملدا ہے
منصور زحق ناصر ہمہ نَصْرُ اللّٰہِ فِیْ نُصْرَتِہٖ
کوئی راز چھپایا حق نے نہیں سب ظاہر باطن کھول دتا
آں بحر علوم حقانی فَجَمِیْعُ الْعِلْمِ بِوُسْعَتِہٖ
بے لوڑیں رحمت رب دی توں پڑھنت درود محمد تے
بمحمد حسن سَعَادَتُہٗ فِیْ صَلِّ عَلَیْہِ وَ عِتْرَتِہٖ

==========

جلوس قصبہ تلونؔ کے تمام کوچہ و بازار سے ہوتا ہوا قلعہ تلون کے نزدیک جا کر ٹھہرا۔ یہاں مولانا حافظ محمد مظہر الدین صاجب نے اپنی مختصری تقریر میں اہالیان تلونؔ کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ تمام علمائے اہلسنت والجماعت آپ کے خلوص اور محبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تلونؔ کے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں سرخرو کرے اور جمیع مصائب و تکالیف دنیوی و اُخری سے مامون و مصئون رکھے۔ آمین

قلعہ تکون سے چل کر جلوس مسجد ڈوگراں میں آیا۔ چونکہ نماز مغرب کا وقت تھا اس لئے حضرت قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ بعد ازاں اعلان کیا گیا کہ آج رات کو بعد از نماز عشاء اسی مسجد (ڈوگراں) میں حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب وعظ فرمائیں گے۔ اس لئے تمام حضرات بعد از نماز عشاء اسی مسجد میں تشریف لا کر حضرت مولانا ابوالبیان صاحب کے وعظ سے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

وہابیوں کے دلوں پر اُس دن کے مناظرے سے ایسا رعب طاری ہوا کہ انہوں نے اُس رات کسی قسم کا جلسہ کرنے کی جرأت نہ کی حالانکہ قبل ازیں بڑے زور شور سے جلسہ کیا کرتے تھے اور علمائے اہلسنّت والجماعت کو کوسا کرتے تھے۔ اُس رات جلسہ کرنا تو کجا اُن کے مولویوں کا کہیں نام ونشان بھی نظر نہیں آتا تھا۔

حضرت مولانا ابوالبیان حافظ محمد مظہر الدین صاحب نے اُس رات ڈوگراں میں ایک زبردست تقریر کی۔ آپ نے فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہابیہ دیوبندیہ کی کفریہ عبارتیں لوگوں کو سنائیں اور انہیں ان گندم نما جو فروشوں سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ قریباً ساڑھے بارہ بجے آپ نے تقریر ختم کی اور دعائے خیر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرے دن جبکہ علمائے اہلسنّت وجماعت تلاوت قرآن کریم اور اوراد و وظائف سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ ایک آدمی امیر حبیب اللہ خاں دیوبندی کی طرف سے آیا اور حافظ رحمت اللہ صاحب کو ایک رقعہ دیا۔ حافظ صاحب نے وہ رقعہ بآواز بلند پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ "مسئلہ علم غیب پر تو مناظرہ

ہو چکا۔ اب آپ لوگوں کا کس مسئلہ پر مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے اور اس کے لئے کتنا ٹائم مناسب ہے''۔ چنانچہ حافظ رحمت اللہ صاحب نے حضرت قبلہ ابوالبرکات صاحب کے مشورہ سے مندرجہ ذیل جواب دیوبندیوں کو دیا۔

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جناب امیر حبیب اللہ خان صاحب!

بعد ماوجب واضح باد کہ آپ کا رقعہ نگاشتہ ۱۱ جولائی ۳۶ء بوقت ۸ بجے ہمیں ملا جس میں بقیہ مسائل پر مناظرہ کی درخواست کی گئی ہے۔ گذارش یہ ہے کہ اگر کل کی طرح نقالی و بدتہذیبی کی نمائش اور بےعلمی مذاق کر کے لوگوں کو اپنے اخلاق کا نمونہ دکھانا اور اپنی بدتہذیبی کا مظاہرہ کرنا مقصود ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ رہا مسئلہ علم غیب وہ بفضلہٖ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن طریق پر واضح ہو گیا۔ اگر آپ شرافت اور متانت وتہذیب سے مسائل مندرجہ میں گفتگو کرنے کی آرزو رکھتے ہیں تو مندرجہ شرائط پر آج ہی مناظرہ ہو سکتا ہے۔

(۱) دس بجے سے دو بجے تک مناظرہ ہو گا۔ (۲) استمداد و ندائے یارسول اللہ و حاضر و ناظر ہونا ان تینوں مسائل کیلئے دو گھنٹے کافی ہوں گے۔ (۳) بناء قبہ یعنی انبیاء اولیاء مشائخ کرام کے مزارات پر قبہ بنانا۔ اس کے لئے آدھ گھنٹہ کافی ہے۔ فرقہ دیوبندیہ کو مساجد اہلسنّت وجماعت سے روکنا اور فاتحہ مروجہ اس کے لئے آدھ گھنٹہ کافی ہے۔ (۴) عبارت حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی و عبارت براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی، تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی، فتاویٰ رشیدیہ مولوی رشید احمد گنگوہی و صراط مستقیم

مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی و عبارت تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے کفر و ضلال پر بحث ہوگی۔ مناظر اہلسنت ثابت کریں کہ ان عبارتوں میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کی گئی ہے اس وجہ سے اکابر دیوبند اور اُن کے حامی و قائل و قابل کافر اور خارج از اسلام ہیں اور مناظر فرقہ دیوبندیہ ان عبارتوں کو مطابق عقائد اہلسنت و جماعت ثابت کریں گے اس کے لئے ایک گھنٹہ کافی ہے۔

(۵) پہلی اور پچھلی تقریر مدعی کی ہوگی۔ مسائل مذکورہ میں مدعی مناظر اہلسنت ہونگے۔

(۶) پہلی تقریر ہر فریق کی پندرہ پندرہ منٹ ہوگی۔ بعدہٗ دس دس منٹ۔ (۷) مناظر اہلسنت و جماعت کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث والتفسیر اُستاد العلماء سید المتکلمین مولانا الحاج سید ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ہوں گے اور مناظر فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے مولوی خیر محمد صاحب جالندھری ہوں گے۔ (۸) دوران تقریر میں کسی کو مداخلت کا حق نہ ہوگا۔ (۹) دلائل قرآن و حدیث و فقہ و اجماع اُمت و اقوال مشائخ ہوں گے۔ (۱۰) صدر مناظرہ کا انتخاب میدان مناظرہ میں ہوگا۔

اُمید ہے کہ آپ بلا شک و حک کے مندرجہ بالا شرائط کو قبول فرما کر اپنے مناظر کو میدان مناظرہ میں لانے کی اطلاع دیں گے اور مزید رقعہ بازی میں وقت کو ضائع نہ فرمائیں گے۔ فقط۔

الداعی الی الخیر: حافظ رحمت اللہ نکونی

کافی دیر کے بعد دیوبندیوں کا آدمی آیا۔ اُس کے ہاتھ میں ہمارا ہی بھیجا ہوا رقعہ تھا۔ جس کی دوسری طرف ایک کونے پر تحریر تھا۔

"یہ تحریر اصولاً غلط ہے۔ صرف مسائل مقررہ میں مناظرہ شروع کرنے کیلئے اوقات کا انضباط کیجئے۔ محمد علی صدر"

اب ناظرین ذرا انصاف سے کام لیتے ہوئے ہماری تحریر بھی پڑھیں اور ان کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کیا دیوبندی صدر کی یہ بے تکی تحریر مناظرے سے بھاگنے کا بہانہ نہیں۔ ہماری تحریر میں کون سا ایسا ناگوار کلمہ تحریر کیا گیا تھا جو ان کے قلب نازک پر گراں گزرا۔ ان کی جتنی تحریریں ہمارے پاس آئیں ہمارے علماء نے نہایت فراخدلی کے ساتھ اُنہیں منظور کیا اور جو بھی شرائط اُنہوں نے تحریر کیں اُن پر کسی قسم کا اعتراض نہ اُٹھایا لیکن ہماری جو تحریر اُن کے پاس پہنچی اُس کے اندر مین میخ نکال کر اُسے واپس کر دیا گیا۔ ہماری اس تحریر میں کون سی اصولی غلطی ہے اور کون سے مسائل غیر مقررہ ہم نے درج کر دیئے جن پر یہ لوگ چراغ پا ہو گئے۔

جب دیوبندیوں کی یہ تحریر حافظ رحمت اللہ صاحب نے حضرت قبلہ ابوالبرکات صاحب کو دکھائی تو آپ نے پڑھ کر فرمایا کہ کوئی بات نہیں۔ اُن کے ان حیلوں بہانوں سے ہم انہیں ہرگز بھاگنے نہ دیں گے۔ جہاں آگے آپ نے ان کی اتنی ناز برداریاں کیں وہاں یہ بھی کیجئے اور جو وہ کہیں اُسے مانئے ان کی تو عادت ہی یہی ہوتی ہے کہ جہاں کہیں مناظرہ منعقد ہوا۔ انہوں نے اپنی شر انگیزیوں سے اس کو خراب کرنا شروع کیا۔ اچھا خیر۔ اب مناظرہ گاہ میں تو چلیں اور دیکھیں ان کا کیا ارادہ ہے۔ اگر وہ اسی طرح حیلے بہانے تراشیں گے تو ہم اُنہیں مجبور کریں گے کہ وہ یا تو مناظرہ کریں ورنہ اپنی شکست لکھ دیں کہ ہم مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں۔

==========

مناظرے کا دوسرا دن

چنانچہ رئیس المتکلمین سید المناظرین جامع معقول ومنقول حضرت قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مع تمام علمائے اہلسنت وجماعت مناظرہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع راستے میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ کو آتے دیکھ کر تمام مسلمانوں نے اللہ اکبر اور یارسول اللہ کے وہابیت شکن نعرے لگائے اور آپ کے پیچھے نعتیں پڑھتے ہوئے مسجد کی طرف چل دیئے۔ مسجد میں بھی کافی مسلمان جمع تھے انہوں نے بھی حضرت قبلہ ابوالبرکات صاحب کی آمد پر نعرے لگائے۔ آج بہ نسبت کل کے زیادہ تعداد میں مسلمان آئے ہوئے تھے۔ بخلاف اس کے دیوبندی بہت ہی قلیل تعداد میں تھے۔ کل کے مناظرے نے اُن کے ایسے چھکے چھڑائے تھے کہ عوام تو عوام بعض مولویوں کو بھی مناظرہ گاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی مدرسہ رائے پور کے چھوٹے چھوٹے طالب علموں سے اپنی سٹیج کو پُر کر رکھا تھا۔ مناظر اور صدر اور دو ایک مولویوں کے سوا اور کوئی مولوی اسٹیج پر نظر نہیں آتا تھا۔ جو موجود تھے اُن کی حالت بھی دگرگوں تھی۔۔ بے چارے منہ کھولے اپنی دہشت زدہ آنکھوں سے اپنے مناظر اور صدر کی حالت زار کو دیکھ رہے تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب کو خوش قسمتی سے ایک بانس کی پناہ مل گئی تھی۔ جس کی اوٹ میں اپنے ہمگین چہرے کو چھپائے ''جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو'' کا وظیفہ رٹ رہے تھے۔ اگر کہیں بدقسمتی سے اہلسنت کے مناظر یا صدر کی نظر پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی پریشانی ہوتی تھی اور آپ بڑی شرمساری سے اپنی آنکھیں نیچی کر لیتے تھے۔

؎ نوجوانی میں بھی باقی ہے انہیں اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہیں اُٹھتے بیٹھتے

بے چارے محمد علی کی حالت قابل رحم تھی۔ اُس بے چارے کو کہیں اوٹ کی جگہ نہیں ملتی تھی جہاں جا کر چھپاتا۔ تمام کمین گاہیں پہلے ہی سے اُن کے مناظر اور دوسرے مولویوں نے قابو کر رکھی تھیں۔۔ بے چارا بڑی مایوسی کی حالت میں کبھی علمائے اہلسنت والجماعت کو دیکھتا اور کبھی بانس کے پردے میں چھپے ہوئے اپنے مناظر کو دیکھتا تھا لیکن جرأت نہ ہوتی تھی کہ مناظرے کے متعلق کسی قسم کی گفتگو چھیڑتا۔ مولوی محمد مظہر الدین صاحب نے جب دیکھا کہ آج تو ان بے چاروں کے منہ سے بات نکلنی بھی دشوار معلوم ہوتی ہے سب کے چہروں پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں تو انہوں نے خود ہی سلسلہ گفتگو شروع کیا۔

مولوی مظہر الدین صاحب: جناب صدر صاحب خیر تو ہے۔ آج آپ کے چہرے کی رنگت کیوں اُڑی جا رہی ہے۔ نصیب دشمناں۔ طبیعت کچھ علیل تو نہیں۔ بقول شخصے:

ع..... ''یہ کیسے بال بکھرے ہیں یہ کیوں صورت بنی غم کی''

مولوی محمد علی: (نقالانہ انداز میں) ''شکر ہے کہ آپ کو بھی مزاج پرسی کا خیال آ گیا۔ ہم صبح سے بیٹھے ہوئے یہاں تمہارا انتظار کر رہے ہیں لیکن تم ہو کہ آنے کا نام نہیں لیتے۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ شاید آج تم مناظرہ کا نام نہیں لو گے''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''آپ تو دل سے چاہتے ہو گے کہ علمائے اہلسنت والجماعت مناظرہ میں نہ آئیں اور آپ کی گلوخلاصی ہو جائے لیکن ہم جو اتنی دور سے چل کر یہاں آئے ہیں آپ کو بغیر مناظرہ کے کب جانے دیں گے۔ ہماری تو مدت سے

خواہش تھی کہ کہیں آپ سے ملاقات ہو جائے۔ سو خدا خدا کر کے آج انتظار کی گھڑیاں دور ہوئیں اور ہماری تمہاری ملاقات کا سبب پیدا ہوا۔ اب ہم آپ سے ملاقات کئے بغیر کیسے لوٹ سکتے ہیں۔ سنایئے مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: ''یار تم باتیں بنانی تو خوب جانتے ہو۔ تم کو اتنا معلوم نہیں کہ ہم مناظرہ کرنے کیلئے ہی تو آئے ہیں۔ بغیر مناظرہ کئے کس طرح چلے جائیں''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''بھلا یہ تو بتائیں کہ صبح ہم نے جو تحریر آپ کے پاس روانہ کی تھی وہ آپ نے کیوں نامنظور کر دی تھی؟

مولوی محمد علی: ''وہ تحریر ہی ایسی تھی ہم اُسے نامنظور نہ کرتے تو اور کیا کرتے؟''

مولوی مظہر الدین صاحب: ''وہ کون سی ایسی بات تھی جو ہم نے اس تحریر میں درج کر دی اور جو آپ کو ناگوار معلوم ہوئی اور جس کی بناء پر وہ تحریر آپ نے واپس کر دی؟

مولوی محمد علی: ''آپ لوگوں کو طے شدہ مسائل کا پابند رہنا چاہیئے۔ اُن مسائل پر کوئی مسئلہ زائد کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں تھا۔ چھ مسئلے طے شدہ تھے جن میں سے ایک مسئلہ پر کل مناظرہ ہو چکا تھا۔ اب باقی پانچ مسائل رہ گئے ہیں جن پر تم سے مناظرہ کرنا ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ کفریات دیوبند کو بھی اُن مسائل کے ساتھ شامل کر لیا کہ آج ان پر بھی مناظرہ ہوگا''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''کل چونکہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ان مسائل پر گفتگو کرنے کے بعد کفریات، دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے۔ اس لئے ہم نے اپنی تحریر میں اس مسئلہ کو بھی درج کر دیا تھا لیکن آپ نے بلاوجہ ہماری تحریر کو نامنظور کر دیا''۔

مولوی محمد علی: ''ہم نے کب وعدہ کیا تھا کہ ان مسائل کے بعد کفریات دیوبندیہ پر

مناظرہ کریں گے۔ آپ خواہ مخواہ ہم پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ ہم نے ہرگز نہیں کہا کہ کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: (حاضرین کو مخاطب کر کے) حضرات! کل مولانا مولوی محمد علی صاحب نے یہ اقرار کیا تھا کہ ہم ان مسائل کے بعد کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے لیکن آج صاف انکار کر رہے ہیں کہ میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ میں آپ تمام حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کل آپ کے سامنے مولوی محمد علی صاحب نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ ہم ان مسائل کے بعد کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے''۔

حاضرین جلسہ: ''بے شک! بے شک!! کل مولوی محمد علی نے ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ ہم کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے''۔

مولوی محمد علی (جھنجلا کر) ''مولوی مظہر الدین صاحب! آپ میری طرف کیوں مخاطب نہیں ہوتے۔ لوگوں سے کیوں شور مچوا رہے ہیں۔ جب میں بحیثیت صدر ہونے کے آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ میرے بغیر کسی اور شخص کو مخاطب کریں''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''میں نے پبلک کو اپنی جانب اس لئے متوجہ کیا تھا تاکہ جھوٹ اور سچ معلوم ہو جائے۔ آپ چونکہ صریح جھوٹ بول رہے تھے۔ اس لئے میں پبلک سے فیصلہ کرانا چاہتا تھا کہ ہم دونوں میں سے کون جھوٹا ہے؟ اب لوگوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو کچھ آپ اس وقت کہہ رہے ہیں سب جھوٹ ہے اور کل کی تقریر کے بالکل خلاف ہے''۔

مولوی محمد علی: ''آپ کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جب پہلے فیصلہ ہو چکا

ہے کہ ان مسائل پر مناظرہ ہوگا تو اب آپ کا شور مچانا فضول ہے (شرارت سے) آپ جانتے ہیں کہ جب ایجاب قبول ہو جائے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اب آپ جتنا زور لگائیں ہمارا یہ نکاح نہیں ٹوٹ سکتا"۔

مولوی مظہر الدین صاحب: "لیکن مولوی صاحب! آپ یہ بھی یقیناً جانتے ہونگے کہ جب شوہر طلاق دے دے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اب میں نے چونکہ طلاق دے دی ہے اس لئے اب نکاح ٹوٹ گیا ہے لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ میرے طلاق دینے سے آپ کی گلو خلاصی ہوگئی کیونکہ میری یہ طلاق مغلظ نہیں ہے بلکہ بائن ہے۔ میں جس وقت چاہوں عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہوں"۔

مولوی مظہر الدین صاحب کا یہ دندان شکن جواب سن کر دیو بندی مولوی کی سیاہ جبیں عرق انفعال میں ڈوب کر رہ گئی۔ اُس نے اپنی پیشانی سے داغ خجالت مٹانے کی غرض سے پہلو بدل کر دوسرے طریق پر گفتگو شروع کی۔

مولوی محمد علی: "مولوی مظہر الدین! ان باتوں کو رہنے دو اب چونکہ مناظرے کو دیر ہو رہی ہے اس لئے اب مناظرہ شروع کرو"۔

مولوی مظہر الدین صاحب: "مزاح اور تمسخر کی باتیں تو پہلے آپ نے شروع کیں لیکن جب پتھر کا جواب پتھر سے ملا تو گھبرا گئے۔ آپ دل میں یہ خیال نہ کریں کہ میں مزاح اور تمسخر سے ان پر بازی لے جاؤں گا۔ بلکہ یہ بات یاد رکھیں کہ آپ جس قسم کی گفتگو کریں گے اُس کا جواب بھی ویسا ہی دیا جائے گا۔ اگر آپ دائرہ تہذیب کے اندر رہ کر شرافت اور معقولیت کی گفتگو کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہی حسن سلوک روا رکھیں گے اور اگر آپ استہزاء اور تمسخر شروع کریں گے تو یاد رکھیں کہ آخر بقول کسے

"ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں" ایسی گفتگو ہمیں بھی آتی ہے۔ آپ بڑی خوشی سے جس قسم کی گفتگو کرنا چاہیں کریں لیکن یاد رہے کہ بقول سودا:

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

مولوی محمد علی (شرارت سے) "اچھا تو میں مجنوں ہوا۔ کیوں نہ ہو آپ جو لیلیٰ ٹھہرے۔ جوڑ تو خوب ملا۔ واہ میری لیلیٰ"۔

(دیو بندی صدر کی اس بد تہذیبی پر تمام پبلک کے اندر غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ خود دیو بندی پبلک بھی اپنے صدر کی اس بے حیائی پر پانی پانی ہوگئی لیکن اُسے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ "بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن" ان لوگوں کو اس وقت شرم آئی جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں۔ آپ کے علم کو (نعوذ باللہ) کتے بلی کے علم کی مثل بتایا تو اب ایک عالم کے ساتھ اس قسم کی فحش کلامی کرنے سے انہیں کیا حیاء ہو سکتی ہے۔ حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب محسن پوری بھی جلسہ کے اندر موجود تھے۔ آپ کو دیو بندی صدر کی اس بد تہذیبی پر سخت غصہ آیا اور آپ جوش میں آکر کھڑے ہو گئے اور تمام مجمع کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ حضرات! آپ نے دیکھا کہ اس دیو بندی مولوی نے کتنی بے شرمی اور بے حیائی اختیار کر رکھی ہے۔ منہ پر کتنی بڑی داڑھی ہے خانہ خدا میں کھڑا ہے لیکن بایں ہمہ اس کو اپنی ان حرکتوں پر شرم نہیں آتی۔ کیا علماء کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ جو یہ شخص ظاہر کر رہا ہے۔ ارے! تم تو دعویٰ کرتے ہو کہ ہم عالم ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہیں۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ کیا انبیاء علیہم السلام کا یہی شیوہ تھا جو تم دکھا رہے ہو۔ لعنت ہے تمہاری

شکل وصورت پر لعنت ہے تمہاری ان کرتوتوں پر۔ حکیم صاحب کی اتنی تقریر کرنی تھی کہ تمام مجمع سے لعنت! لعنت!! کی آوازیں آنے لگیں۔ دیوبندی صدر شرمندہ ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگا جب دیکھا کہ یہ لعنتوں کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تو گھبرا کر مولوی مظہر الدین صاحب کو پکارنے لگا"۔

مولوی محمد علی: "مولوی مظہر الدین! اے مولوی مظہر الدین!! (پبلک کے شور سے آواز نہیں سنی جاتی)" دوبارہ پھر آواز دیتا ہے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: (مجمع کو خاموش ہونے کا اشارہ کرتے ہیں، مجمع خاموش ہو جاتا ہے) جی فرمایئے کیا ارشاد ہے؟"

مولوی محمد علی" آپ دیکھتے ہیں کہ کتنا طوفان بے تمیزی مچا ہوا ہے۔ آپ انہیں خاموش کیوں نہیں کراتے؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: "مولوی صاحب! ایں ہمہ آوردہ تست" آپ نہ ایسی باتیں کرتے نہ شور مچتا۔ آپ نے خود فحش کلامی شروع کی۔ مجمع برداشت نہ کر سکا اس لئے آپ کو لعنت ملامت کی گئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

مولوی محمد علی" اب فرمایئے مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: "میں تو صبح سے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ مولوی صاحب! مناظرہ کریں لیکن آپ ہنسی مذاق اور تمسخر کے ساتھ میری باتوں کو اڑاتے اور مناظرہ سے گریز کرتے رہے۔ اب چونکہ ہمیں آپ کی باتوں کا اعتبار نہیں رہا اس لئے آپ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ایک تحریر لکھ دیں کہ ہم ان پانچ مسائل پر گفتگو کرنے کے بعد کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے"۔

مولوی محمد علی" نہ مولوی مظہر الدین! آپ ایسی باتیں کر کے وقت ضائع نہ کریں۔ جو مسائل فریقین کے طے شدہ ہیں پہلے ان پر مناظرہ ہو جائے بعد میں دیکھا جائے گا"۔

مولوی مظہر الدین" مناظرہ میں دو منٹ کے اندر شروع کرا دیتا ہوں لیکن آپ پہلے ہمیں تحریر لکھ دیں کہ آپ کے زبانی اقرار کا ہماری جماعت اعتبار نہیں کرتی"۔

مولوی محمد علی" مولوی مظہر الدین! میری بات مان لیجئے ایسی باتوں سے کوئی فائدہ نہیں آپ کا یہ مطالبہ ہم ہرگز منظور نہیں کریں گے"۔

مولوی مظہر الدین صاحب" اچھا اگر آپ اپنے اکابر کا اسلام ثابت نہیں کر سکتے تو یہی لکھ دیجئے کہ ہم اپنے اکابر کا اسلام ثابت نہیں کر سکتے"۔

مولوی محمد علی (حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر) حضرات! دیکھئے میں ان سے کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ آپ مناظرہ شروع کریں لیکن یہ ادھر ادھر کی فضول باتیں کر کے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ چھ مسائل ہمارے اور ان کے درمیان طے شدہ تھے۔ جن میں سے ایک مسئلہ پر کل مناظرہ ہو چکا ہے۔ اب باقی پانچ مسئلے رہتے ہیں۔ اب میں ان کو صبح سے کہہ رہا ہوں کہ تم ان باقی پانچ مسئلوں پر مناظرہ کرو لیکن یہ نہیں مانتے اور ایک ایسے مسئلے پر جو ہمارے اور ان کے درمیان پہلے سے طے شدہ نہیں ہے۔ مناظرہ کرنے کیلئے مجبور کر رہے ہیں۔ بھلا جو مسئلہ طے شدہ نہ ہو اس پر ہم کس طرح مناظرہ کر سکتے ہیں؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: "حضرات! انہیں نے کل انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ان جملہ مسائل پر مناظرہ کرنے کے بعد کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے۔ اس لئے ہم نے آپ کی تحریر میں اسے بھی درج کر دیا تھا لیکن انہوں نے محض اس مسئلے کی بناء پر

ہماری تحریر کو نامنظور کر دیا اور آپ کے سامنے صاف انکار کر رہے ہیں کہ ہم نے کل ہرگز نہیں کہا تھا کہ ہم کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے۔ اب ہمیں ان لوگوں کا اعتبار نہیں رہا۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ یہ ایک تحریر لکھ دیں کہ ہم ان پانچ مسائل پر مناظرہ کرنے کے بعد اپنے اکابر کے کفریات پر مناظرہ کریں گے لیکن یہ لوگ ہمارے اس مطالبہ کو منظور نہیں کرتے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ہمارا مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟''

(حاضرین جلسہ) ''بے شک! بے شک!! جائز ہے ان کے اکابر کے کفریات پر ضرور مناظرہ ہونا چاہیئے''۔

جب دیوبندی صدر نے دیکھا کہ اب یہ لوگ ہمیں بھاگنے نہیں دیں گے تو اُس نے اور چالاکی کی یعنی میز کی اگلی طرف کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی اور فرقہ حقہ اہلسنت والجماعت کو بدعتی اور گمراہ کے خطاب سے مخاطب کرنا شروع کیا کہ ''یہ لوگ پیر پرست اور قبر پرست اور بدعتی ہیں۔ گیارھویں دیتے ہیں۔ قبروں پر قبے بناتے ہیں۔ ان کو ہر وقت اپنے پیٹ کی فکر رہتی ہے۔ جب انہیں حلوہ اور کھیر کھانے کو جی چاہتا ہے تو لوگوں کو گیارھویں کی ترغیب دیتے ہیں اور یوں اپنی شکم پری کرتے ہیں''۔ وغیرہ وغیرہ

حضرت قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب صبح سے ان کی چالاکیاں دیکھ رہے تھے اور خاموش بیٹھے تھے۔ جب دیکھا کہ آج پھر کل کا معاملہ شروع ہو گیا ہے اور دیوبندی اپنی چیرہ دستیوں سے بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہیں تو آپ جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور مولوی خیر محمد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب: ''مولوی خیر محمد صاحب! سامنے آیئے۔ آج

مناظرہ وبلا شرط ہوگا۔ آپ کے صدر صاحب کا منشا معلوم ہو گیا وہ کل کی طرح وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھئے ان ترکیبوں سے آپ کا پیچھا چھوٹنا محال ہے۔ اگر آپ میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے تو آپ کو اپنا اور اپنے اکابر کا ایمان ثابت کرنے میں کیوں پس و پیش ہے۔ کل بھی آپ نے اپنا ایماندار ہونا ثابت نہ کیا اور آج پھر ایمان ثابت کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ حضرات! آپ نے دیکھا ایمان ثابت کرنا کس قدر دشوار معلوم ہو رہا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہابیہ دیوبندیہ اپنے اکابر کے اقوال کفر و ضلال کو ہرگز اسلامی اقوال ثابت نہیں کر سکتے۔ بہر حال مولوی خیر محمد صاحب! سامنے آیئے میں آپ کی خواہش کے مطابق انہیں مسائل کو صاف کیے دیتا ہوں۔

حضرت علامہ نے اوّل ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اور بعدہٗ ارشاد فرمایا:

حضرات! ہم نہ پکی قبر کو مسنون سمجھتے ہیں نہ فرض نہ واجب۔ بلکہ قبر کا اندر سے کچا رکھنا مسنون ہے۔ قبر کہتے ہیں اُس مکان کو جس میں میت دفن ہے۔ سقف قبر یا تعویذ قبر ہرگز قبر نہیں۔ اب آپ ہی غور فرمائیں کہ احادیث میں ممانعت قبر کے پختہ کرنے کی ہے۔ پس نشان قبر یا تعویذ قبر یا سقف قبر مصلحۃً پختہ بنا دی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ عام طور پر قبر اندر سے کچی ہی رکھی جاتی ہے اور اوپر سے پختہ اس لئے کر دیتے ہیں کہ نشان باقی رہے خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں کہ نجدی گورکن حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کا تو ذکر ہی کیا ہے حرمین طیبین زادہما اللہ تعظیماً و تشریفاً میں جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں جس قدر صحابہ کرام و ازواج مطہرات و اہل بیت اطہار کے پختہ مزارات اور قبے تھے سب کو شہید کر ڈالا۔ دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہل چلا دیا گیا ہے تو جب حجاز مقدس ان ظالموں کے دست

تغافل سے نہ بچا تو ہندوستان میں تو کوئی پرسان حال ہی نہیں۔ لاہور میں حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ اور میاں میر صاحب وغیرہ مشہور قبرستانوں کے ناگفتہ بہ حالات سنے جاتے ہیں کہ سوائے پختہ قبروں کے کچی قبروں کا چند روز کے بعد نام و نشان تک باقی نہیں رہتا۔ لہذا ان حالات کے دیکھتے ہوئے تعویذ قبور کا پختہ بنانا اور قبر کے ارد گرد دیوار کھینچنا قرین مصلحت ہے۔ اور اس میں شرعاً کوئی حرج و گناہ نہیں۔ حدیث میں ممانعت تجصیص قبور کی ہے اور وہ فقیر عرض کر چکا کہ قبر اُس مکان کا نام ہے جس میں میت دفن ہے۔ لہذا قبور مسلمین کا تعویذ پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے ارد گرد چار دیواری کھینچنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جن احادیث میں قبور پر تعمیر و بنا کی ممانعت ہے اُس میں لفظ علیٰ اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے یعنی حدیث میں ولا یبنی علیہ وارد ہے۔ اس کے معنی یہ ہے کہ عین قبر پر عمارت نہ بنائی جائے۔ علیٰ کے حقیقی معنی فوق کے ہیں یعنی عین قبر پر عمارت نہ بنائی جائے۔ علیٰ کے معنی یہاں حول و عند کے نہیں جیسے لا یبول علیہ ولا یجلس علیہ میں علیٰ اپنے حقیقی معنی میں ہے یعنی عین قبر پر نہ بیٹھو اور عین قبر پر پیشاب نہ کرو۔ یہ معنی ہرگز نہیں کہ قبر کے ارد گرد بھی نہ بیٹھو لہذا احادیث میں ممانعت نفس قبر پر عمارت بنانے کی ہے اور قبہ اور حظیرہ اور چار دیواری قبر کے ارد گرد بناتے ہیں اور مقصود اس سے نظر عوام میں اولیائے کرام، علمائے عظام کی عزت و رفعت و احترام پیدا کرنا ہے۔ اس غرض صحیح کیلئے صلحاء، علماء، اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبور سراپا نور پر قبے بنانا ہرگز ممنوع نہیں بلکہ فی زمانہ حفاظت قبور کیلئے بہترین طریقہ ہے۔ قبہ اور چار دیواری بنانے میں بکثرت فائدے ہیں۔ زائرین کو راحت پہنچتی ہے۔ قبہ یا چار دیواری ہوگی تو وہاں زائر بیٹھ کر

قرآن کریم کی تلاوت کرے گا۔ آندھی، بارش، وحشت و تمازت شمس سے محفوظ رہے گا اور زائر کے قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن حکیم پڑھنے سے روح میت کو انس و سرور و ثواب حاصل ہوگا۔ بنابریں فقہائے کرام و مفسرین عظام و محدثین کرام نے قبور صالحین و علمائے ربانیین و مشائخ کاملین پر بنائے قبہ کی اجازت فرمائی۔ تفسیر روح البیان جلد اوّل ص ۷۸۹ میں ہے۔ قال الشیخ عبدالغنی النابلسی فی کشف النور عن اصحاب القبور ما خلاصة ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمی سنة فبناء لقباب علی قبور العلماء و الاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم و الثیاب علی قبورھم امر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتیٰ لا یحتقروا صاحب ھذا القبر و کذالک ایقاد القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء والصلحاء من باب التعظیم و الاجلال ایضا للاولیاء فالمقصد فیھا مقصد حسن و نذر الزیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورھم تعظیما لھم و محبة فیھم جائز ایضاً لا ینبغی النھی عنه ۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی کی عبارت مسطورہ بالا کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جو بدعت حسنہ مقاصد شریعت کے موافق ہو وہ سنت ہے۔ بنائے علیہ قبور علماء و صلحاء و اولیاء اللہ پر قبوں کا بنانا جائز ہے۔ قبر پر غلاف ڈالنا بھی بغرض اعلام شان جائز ہے۔ قبر پر عمامہ وغیرہ رکھنا بھی جائز ہے۔ خصوصاً جب کہ ان امور سے نظر عوام میں تعظیم و توقیر اولیاء اللہ کی ظاہر کرنا مقصود ہوتا کہ وہ اپنی جہالت سے قبور اولیاء کی توہین نہ کریں اور اس غرض سے مزار کے ارد گرد قندیلیں روشن کرنا موم بتیاں جلانا بھی جائز ہے اور بغرض اظہار عظمت اولیاء اللہ

قبور کے نزدیک روغن زیتون وغیرہ جلانے کی نذر ماننا بھی جائز ہے کہ یہ سب اظہار محبت وعظمت کیلئے ہوتا ہے اور قبور مسلمین کی تعظیم وتوقیر مقاصد شرع سے ہے۔

مولوی صاحب! قبہ بنانے میں قطع نظر فوائد مذکورہ کے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ قبہ کی چاردیواری سترہ کا کام دیتی ہے۔ جس طرف چاہیں نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے۔ اگر قبہ نہ ہو تو قبر کے دائیں بائیں اور قبر کو سامنے کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ عوام الناس قبہ کی بدولت ارتکاب کراہت سے محفوظ رہتے ہیں۔ نیز قبر پر بیٹھنے، چلنے، تکیہ لگانے بول وبراز کرنے سے بھی ممنوع ہو جاتے ہیں۔ کوئی درندہ پرندہ چرندہ تک قبر پر نہیں بیٹھ سکتا اور بالخصوص ہندوستان میں کفار ومشرکین ہنود ویہود ونصاریٰ ومجوس کی نگاہ میں اولیائے کرام اور علمائے عظام کی ہیبت وجلال پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کی شوکت وارباب صلاح وتقویٰ کی عظمت کا سکہ ان کے قلوب میں جم جاتا ہے کہ یہ ہیں خدائے قدوس کے پرستار اور یہ ہیں نیازمندان سید ابرار وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ من اللہ الغفار۔ تو معلوم ہوا کہ قبہ بنانا بے فائدہ نہیں۔ ہاں اگر بے فائدہ ہو تو منع ہے۔ اضاعت مال واسراف ہے۔ اسی کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں "در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بظاہر مصلحت در تعمیر وترویج مشاہد ومقابر مشائخ وعظماء دیدہ چیز ہا افزودند تا آنجا ہیبت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اعدائے دین از ہنود وکفار بسیار اند وترویج واعلائے شان ایں مقامات باعث رعب وانقیاد ایشان است وبسا اعمال وافعال واوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان از مستحسنات گشتہ"۔

مولوی خیر محمد صاحب! کچھ سمجھ میں آیا حضرت شیخ نے کیا فرمایا۔ اس زمانہ میں قبہ بنانا مستحسنات سے ہے۔ کیونکہ عوام کی چشم بصیرت وا نہیں۔ وہ عوام وخواص میں امتیاز نہیں کر سکتے کہ یہ کس کی خاک عزیز زیر پا ہے۔ قبروں کو پامال کرتے ہیں۔ لہٰذا خواص کی قبور کو ممتاز حیثیت دینا ضروری ہوا تا کہ ان کا احترام باقی رہے۔ اگر آپ کو اور آپ کے اکابر کو یہ بات پسند نہیں تو مرتے دم ورثاء کو وصیت کر جائیں کہ ہماری قبروں پر ہل چلانا اور خوب پامال کرنا اور بجائے پھول وغلاف کے اُپلے تھاپنا۔

اور سنئے! مجمع البحار میں ہے وقد اباح السلف البناء علی قبور الفضلاء والاولیاء والعلماء لیزور الناس ویستریحون فیہ یعنی بلاشبہ سلف صالحین نے علماء وفضلاء کی قبور پر بنائے قبہ کو جائز قرار دیا تا کہ زائرین زیارت سے بہرہ اندوز ہوں اور وہاں بیٹھ کر استراحت کریں۔

علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ تورپشتی سے نقل فرماتے ہیں۔ وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورھم الناس ویستریحون بالجلوس۔ قبور مشائخ وعلماء مشاہیر پر قبہ کی بناء جائز ہے تا کہ زائرین وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔ مولوی صاحب! اگر آپ کو جواز بناء اقباب کی تحقیق مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ اثبات قبہ جات اور دیگر اہلسنت کے رسائل ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کو ان تمام احادیث واردہ دربارہ ممانعت بناء علی القبور کا مطلب سمجھ آ جائے گا۔

اور مزارات اولیائے کرام وعلمائے عظام پر اسی نیت سے چراغاں کرنے کی اجازت دی لیکن عین قبر پر چراغ نہ رکھا جائے۔ بلکہ قبر کے اردگرد چراغ روشن کیا

جائے۔ یعنی قبر پر چراغ رکھ کر روشن کرنا ممنوع ہے۔ لان سقف القبر حق المیت وفیہ من الاستخفاف بحق اخیہ علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی جلد دوم ص ۴۲۹ میں فرماتے ہیں۔ قال الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الدرر من مسائل المتفرقۃ اخراج الشموع الی القبور بدعۃ واتلاف مال کذافی البزازیۃ وھذا کلہ اذا خلا عن فائدۃ واما اذا کان موضع القبور مسجد او علی طریق او کان ھناک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تظیما لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انہ ولی یتبرکوا بہ ویدعوا اللہ تعالیٰ عندہ فیستجاب لھم فھو امر جائز لا منع منہ والاعمال بالنیات یعنی والد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ درر وغرر میں فتاویٰ بزازیہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل بے فائدہ ہو اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سر راہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء سے کسی عالم کا ہے۔ وہاں شمعیں روشن کریں۔ اُن کی روح مبارک کی تعظیم کیلئے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تا کہ اُس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائزہ ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں ہے اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ حضرات! اس ایمان افروز

اور ہدایت سوز ارشاد ہدایت بنیاد نے مسئلہ شموع مزار کو بھی واضح کر دیا کہ اگر روشنی سے فائدہ مقصود ہے اور اولیائے کرام وعلماء ذوی الاحترام کی تعظیم وتوقیر ملحوظ ہے تو ہرگز ممنوع نہیں بلکہ مجوائے ومن یعظم شائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ قبور مشائخ کی توقیر وتعظیم کرنے والے کی متقی ہونے کی علامت ہے۔

حضرات! مولوی صاحب نے حلوہ کھانے کا شکوہ کیا ہے۔ مولوی صاحب یہ خدائے قدوس کا فضل وانعام ہے جس کو چاہے حلوہ کھلائے اور قسم قسم کی نعمتوں سے متمتع و سرفراز فرمائے۔ آپ کا اعتراض وشکوہ بے جا ہے۔ اگر آپ کی قسمت میں حلوہ نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ ''حلوہ خوردن را روئے باید''۔ یہ فقیر تو تین دن سے بفضلہٖ تعالیٰ مع اپنے رفقاء کے حلوہ اور لذیز لذیذ غذائیں کھا رہا ہے۔ سرکار مدینہ کا صدقہ ہے جو مل رہا ہے اور ہمیشہ اہلسنّت وجماعت کو بلکہ تمام جہان کو انہیں کے صدقہ میں رزق ملتا ہے۔ آسمان وزمین خوان ہیں اور سارا جہان مہمان اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم میزبان ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے:

آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہماں
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

لیکن وہابیہ دیوبندیہ کی حالت یہ ہے:

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

جناب مولانا! حلوہ اور شیرینی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی۔ آپ

حضور کی پسندیدہ چیز سے نفرت کرتے اور کھانے والوں پر اعتراض جڑتے ہیں۔ دیکھئے مسلم شریف اور ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحب العسل والحلوۃ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حلوہ اور شہد پسند فرماتے تھے۔ بنا ءً علیہا اہلسنّت کا معمول ہے کہ شب برأت (شبرات) میں یعنی شعبان المعظم کی پندرھویں شب کو عاصیوں کے گناہ بخشے جانے کی خوشی میں حلوہ جیسی لذیذ و شیریں چیز پکا کر ارواح طیبہ اہلسنّت و جماعت کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ آپ فرمائیے اس میں ناجائز چیز کون سی ہے؟

جو حلوہ بھی شبرات کا ناروا ہے
بتاؤ تو اس میں نجس چیز کیا ہے
روا ہے وہ خود جس کا حلوہ بنا ہے
حقیقت میں منہ ہی تمہارا بُرا ہے
یہ گھی اور میوے کا عمدہ نوالا
ملے اُس کو جو ہووے تقدیر والا

ہاں اگر آپ کو حلوہ سے نفرت ہے تو آپ کچھ اور کھا لیا کیجئے اور اگر آپ حلوے سے چڑ گئے ہیں تو صرف منہ بگاڑا کریں۔ بدعت و حرمت کا فتویٰ نہ ٹھوکا کریں۔

حضرات! میں نے بفضلہٖ تعالیٰ ثبوت علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جواز بنائے قبب و پختہ قبور اور روشنی مزارات اولیائے کرام اور حلوہ و شیرینی کی اباحت پر کافی سے زائد دلائل و براہین پیش کر دیئے۔ اب دوسری صحبت میں انشاء اللہ تعالیٰ کفریات دیوبندیہ پیش کروں گا۔ واٰخر دعوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب یہ وہابیت شکن تقریر کرنے کے بعد بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ اب مولوی خیر محمد صاحب کھڑے ہو کر میری باتوں کا جواب دیں گے لیکن مولوی خیر محمد پر کل کے مناظرے کی اس قدر ہیبت طاری تھی کہ انہیں جرأت نہ ہوئی کہ اٹھ کر تقریر کریں۔ آپ بدستور بانس کے پردے میں چھپے بیٹھے رہے۔ مولوی محمد علی جالندھری مولوی خیر محمد صاحب کے چہرے کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا اور اُن کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ کو دیکھ دیکھ کر وحشت زدہ ہو رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد جب اُس نے معلوم کیا کہ مولوی صاحب تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتے اُن کی جان پر بن رہی ہے۔ لہٰذا کچھ ہمت خود ہی کرنی چاہیئے ورنہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ چنانچہ اُس نے کھڑے ہو کر تقریر کرنی شروع کی لیکن ابھی دو تین لفظ ہی منہ سے نکالے تھے کہ حضرت ابوالبیان حافظ مظہر الدین صاحب نے ٹوکا۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''مولوی محمد علی صاحب! بے ادبی معاف پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کس حیثیت سے تقریر کر رہے ہیں؟''

مولوی محمد علی: ''میں حیثیت وشیت کچھ نہیں جانتا میں صرف مولوی سید احمد صاحب کی تقریر کا جواب دینے لگا ہوں''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''آپ مناظر ہیں؟''

مولوی محمد علی: ''میں مناظر تو نہیں ہوں ہمارے مناظر تو مولوی خیر محمد صاحب ہیں''۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ''تو آپ کو کیا حق ہے کہ ہمارے مناظر کی تقریر کا جواب دیں۔ جب آپ کا مناظر موجود ہے تو آپ اُسے کھڑا کریں تا کہ وہ ہمارے مناظر کی

تقریر کا جواب دے۔ آپ ہرگز اُس کی موجودگی میں تقریر نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر وہ مناظرہ کرنے سے عاجز ہے تو یہ علیحدہ بات ہے۔ اس صورت میں آپ اُن کی عاجزی کا اعلان کر کے تقریر کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کسی صورت میں تقریر کرنے کے مجاز نہیں ہیں"۔

مولوی محمد علی: "مجھے میری جماعت نے صدر مقرر کیا ہے۔ آپ نے مقرر نہیں کیا۔ میں اپنی جماعت کی رضامندی سے تقریر کر رہا ہوں۔ اگر میری جماعت مجھے تقریر کرنے سے روک دے تو میں ابھی اپنی تقریر بند کر دیتا ہوں۔ (اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر) کیوں بھائیو! میں تقریر کروں یا بند کر دوں؟"

چند دیوبندی دھیمی آواز سے "جی ہاں۔ آپ تقریر کریں"۔

مولوی مظہر الدین صاحب: "مولوی صاحب آپ کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت سے جو نتائج مرتب ہونگے ان کی تمام ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی۔ میں مکرر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مولوی خیر محمد صاحب کو تقریر کیلئے کھڑا کریں۔ میں آپ کو ہرگز تقریر نہیں کرنے دوں گا۔ (مولوی خیر محمد صاحب سے مخاطب ہو کر) مولوی خیر محمد صاحب! آپ کیوں سامنے آ کر تقریر نہیں کرتے۔ اگر آپ مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں تو آپ اعلان کر دیں کہ میں مناظرہ نہیں کر سکتا۔ تا کہ آپ کی جماعت کی طرف سے کوئی اور آدمی کھڑا ہو کر مناظرہ کرے لیکن مولوی خیر محمد صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور صدر دیوبندیہ مولوی محمد علی نے بدستور اپنی تقریر کو جاری رکھا"۔

دیوبندی صدر کی اس ڈھٹائی اور ضد سے تمام پبلک اُکتا گئی۔ خود دیوبندی اپنے صدر کی ذہنیت پر پیچ وتاب کھانے لگے چنانچہ ان کی جماعت میں سے دو بوڑھے کھڑے

ہو گئے اور مولوی محمد علی کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

دونوں بوڑھے۔ (دیوبندی جماعت میں سے) "مولوی صاحب! خدا کے واسطے اپنے اس مناظرے کو بند کریں۔ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس مناظرے سے ہم پر خدائی قہر نہ نازل ہو جائے۔ صبح سے لے کر اس وقت تک اس خانہ خدا میں جو گفتگو آپ کر رہے ہیں کوئی شریف آدمی اپنی زبان پر بھی اُسے لانا پسند نہیں کرتا۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں ہم دو سفید ریش خادم ہونے کی حیثیت سے عرض کرتے ہیں کہ مہربانی فرما کر اس مناظرے کو ختم کریں"۔

مولوی محمد علی نے جب دیکھا کہ اب تو برے پھنسے خود ہمارے آدمی اُٹھ کر ہمیں ڈانٹنے لگے اُس نے جھٹ اُن بوڑھوں کو اپنے پاس بلایا اور اُن کے کان میں کچھ کہا:

چنانچہ وہ دونوں بوڑھے مولوی مظہر الدین صاحب کے پاس آئے اور اُنہیں کہنے لگے کہ "دیوبندی تو مناظرہ بند کرنے والے ہیں۔ آپ بھی مناظرہ بند کر دیں"۔

مولوی مظہر الدین صاحب: "ہرگز نہیں ہم کبھی مناظرہ بند نہیں کریں گے۔ ہاں اگر دیوبندی اس بھرے مجمع میں اپنے اکابر کے کفریات کا اقرار کر لیں تو ہم ابھی مناظرہ بند کر دیتے ہیں"۔

دونوں بوڑھے "ذرا بتایئے تو سہی اُن کے کفریات کیا ہیں؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: ہاں یہ بات معقول ہے ہم اُن کے کفریات انہی کی کتابوں سے پیش کئے دیتے ہیں۔ سنئے مولوی محمد اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتا ہے کہ "زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف گو جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا

بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے''۔ اب آپ ہی بتایئے کہ جو شخص اپنی کتاب میں یہ عبارت لکھے آپ اُس کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟

دونوں بوڑھے: ''ہرگز نہیں ہم ایسے شخص کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں''۔

مولوی محمد علی کچھ تو حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب کی تقریر سے حواس باختہ ہو چکا تھا اس پر ان دونوں بوڑھوں کی ڈانٹ ڈپٹ سے رہے سہے ہوش بھی کھو بیٹھا تھا۔ جس وقت اُس نے ان بوڑھوں کی بات کو سنا فوراً بوکھلا کر بول اُٹھا۔

مولوی محمد علی: ''ہم بھی ایسے شخص کو جو اپنی کتاب میں یہ عبارت لکھے کافر اور مرتد سمجھتے ہیں''۔

مولوی محمد علی کا یہ لفظ کہنا تھا کہ تمام سامعین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ تمام تلون کے لوگ کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے کہ چونکہ دیوبندی مولوی نے اپنے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر اور مرتد تسلیم کر لیا ہے لہذا علمائے اہلسنت و جماعت کی فتح ہو گئی۔ یہ مناظرہ تاریخ عالم میں یادگار رہے گا۔ اس میں ایک اہم مسئلے کا فیصلہ ہو گیا کہ جس کا بڑے بڑے مناظروں میں بھی فیصلہ نہ ہوا تھا۔

مولوی محمد علی کہنے کو تو یہ لفظ کہہ گیا لیکن بعد میں بڑا پچھتایا۔ سنا ہے کہ چند دیوبندی مولویوں نے بھی اُس کو ڈانٹا کہ تم نے کیا غضب کر دیا۔ ہم کتنے عرصے سے اس بات پر اڑے ہوئے ہیں اور مناظرے کر رہے ہیں کہ یہ عبارت کفریہ نہیں لیکن تم نے جھٹ کہہ دیا کہ یہ عبارت لکھنے والا کافر ہے۔

عصر کی نماز کے بعد علمائے اہلسنت و جماعت کا ایک زبردست اور شاندار

جلوس ترتیب دیا گیا اور تلونؔ کے تمام گلی کوچوں میں گشت کرایا گیا۔ جلوس میں علمائے اہلسنت و جماعت کے علاوہ تلونؔ و مضافات تلون کے پانچ چھ سو اشخاص نے شرکت کی۔

نعت خوان حضرات حضرت حکیم مولوی محمد حسن صاحب محسم پوری کی مندرجہ ذیل نعت پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کر رہے تھے۔

باسمہ تعالیٰ

نعت شریف

لبھا دیس عرب تھیں اوہ سوہنا جنھوں ڈھونڈ پھری نگری نگری
سلطان حسینانِ دو جہاں هُوَ مُدَّ ثِرِیْ عَالِ الْقَدرِ
بے مثل ہے جو بن سوہنے دا مارے چمکاں نور خدا مکھ پر
ہیں سوئے رُخش ہم سوئے قمر هُوَ حَسَنُ الْوُجُوهِ مِنَ الْقَمَرِ
آیا جگت میں ہو کے رسول اللہ اور مکھ سے پکارا الا اللہ
در سر و خفا اَللّٰہُ اَللّٰہُ لَا مِثْلَ لَـہُ عِنْدَ الْبَشَرِ
معراج کی شب جو کچھ پایا جبریل کی بھی حاجت نہ رہی
شد واقف سرِ خفی و جلی فَاقْرَاهُ مَا قُلْتُ مِنَ الْخَبَرِ
تیرے در کے سوا کوئی در ہی نہیں جہاں جا کے کروں فریاد اپنی
فَوَقَفْتُ بِبَابِکَ یَا سَنَدِیْ بِمُحَمَّدِ حَسَنٍ مِنَ النَّظَرِ

رات کو اہلسنت و جماعت کا ایک زبردست اور عظیم الشان جلسہ سکول کے پاس ہوا جس میں دو تین سو آدمیوں نے شرکت کی۔ متعدد حضرات نے مختلف موضوعات پر تقریریں کی اور جلسہ پورے ایک بجے بخیر و خوبی ختم ہوا۔

دوسرے دن مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب تلون سے روانہ ہو کر شہر جالندھر تشریف لائے اور مولوی عبدالجلیل صاحب فاضل حزب الاحناف و صدر مدرس مدرسہ کریمیہ جالندھر کی قیام گاہ میں فروکش ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر شہر کے اکثر معززین حضرات قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو تلون کے تمام واقعات بالتفصیل سنائے اور اس عظیم الشان فتح کی مبارکباد دی۔

اہالیانِ جالندھر کے ایماء سے بعد از نماز عشاء درگاہ خواجہ امام ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ میں ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں متعدد حضرات کی تقاریر کے بعد علامہ الدھر استاذ العلماء ابوالبرکات مولانا سید احمد صاحب نے ایک زبردست اور مدلل تقریر کی اور وہابیہ دیوبندیہ کے کفریات پڑھ کر تمام لوگوں کو سنائے اور انہیں ان حنفی نما وہابیوں سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کی تقریر اس قدر موثر تھی کہ ایک دیوبندی مولوی نے (جو سنا گیا ہے کہ مولوی خیر محمد صاحب کے حلقہ احباب میں سے تھا) اپنے تمام پچھلے کفریہ عقائد سے توبہ کی اور نئے سرے سے کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہوا۔ جلسہ تقریباً ایک بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن حضرت قبلہ علامہ ابوالبرکات صاحب مع تمام علمائے اہلسنت و جماعت کے جالندھر سے روانہ ہو کر بذریعہ ریل شہر لاہور تشریف لائے۔ فقط

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ حضرت علامہ الدھر مولانا ابوالبرکات

صاحب کو ہمارے سروں پر بدیر سلامت رکھے۔ تاکہ آپ کے زیر سایہ بلیات دینی و دنیوی سے ہم مامون رہیں اور انہیں جمیع مصائب دنیوی و اُخروی سے مصئون رکھے۔

آمین ثم آمین

ع۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد



===============

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہابیہ دیوبندیہ کے مختصر عقائد واباطیل

حضرات! اہلسنت و جماعت ہوشیار! ہوشیار!! عیار وہابیوں اور چالاک دیوبندیوں کے دام تزویر سے بچو اور اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھنے کیلئے ان کے یہ عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ پیش نظر رکھو جو تمہاری واقفیت کیلئے صحیح حوالوں کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔ دیوبندی وہابیوں کی گمراہی پر عرب و عجم کے علمائے کرام فتویٰ دے چکے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ نہ اُن پر مسلمانوں کے احکام۔

(دیکھو حسام الحرمین مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی)

(۱) تقیہ: یعنی اپنے مذہب کو چھپانا اور سنیوں کو مغالطہ دینے کیلئے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرنا۔ یہ وہابیہ کے طرز عمل سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ فرمایئے

(۱) وہابیہ کی کتاب التکلیسات لدفع التصدیقات مطبوعہ عزیز المطابع میرٹھ جس کے صفحہ ۱۲ میں اہلسنت کو دھوکہ دینے کیلئے یہ ظاہر کیا ہے کہ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے باوجودیکہ وہابی اس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فتاوٰی رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۸ "محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی مالکی حنبلی کا ہے"۔ مسلمانو! خود انصاف کرلو کہ دیوبندی اور وہابی میں کیا فرق ہے؟ جبکہ مفتی صاحب نے خود یہ فیصلہ کیا ہے جو نہایت مشہور و معروف سرگروہ علماء دیوبند ہیں۔

(۲) التکلیسات کے صفحہ ۲۴ میں مولود شریف کو جائز و مستحب ظاہر کیا ہے اور درحقیقت وہابی دیوبندی اس کے منکر ہیں۔ چنانچہ فتاوٰی رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے۔

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو جیسے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

اسی فتاوٰی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۴۵ میں ہے:

مسئلہ: محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور

روایات موضوع اور کاذب نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔

اسی جلد کے صفحہ ۱۰۰ میں ہے "فقط انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے"۔

جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے:

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔

(۳) اسی تکلیسات کے صفحہ ۶۴ میں قیام میلاد شریف کا انکار اور اس کے قیام کو ناجائز قرار دیا ہے اور صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ یہاں یہ ظاہر کر کے سنی بنے اور پردہ اٹھا کر حقیقت حال دیکھئے تو قیام مولود شریف کے پورے دشمن ہیں۔

براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۱۴۰ میں لکھتے ہیں:

"الحاصل یہ قیام صورت اولٰی میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک۔ چوتھی صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے شروع و جائز نہیں"۔ (نعوذ باللہ ذالک) آہ بلفظہٖ

اسی صفحہ میں لکھا ہے:

کہ خود یہ مجلس (میلاد شریف) ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اس کے کی نہیں ہو سکتی۔ آہ بلفظہٖ

اسی صفحہ میں روح اقدس کے تشریف لانے کی نسبت لکھا ہے کہ یہ عقیدہ محض اختراع ہوا و کید شیطان ہے۔ آہ بلفظہٖ

اہل نظر غور فرمائیں کہ وہابیہ کے عقائد کیا ہے؟ اور مطلب کے موقع پر انہیں چھپا کر اپنے آپ کو کیسا خالص سنی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر پیش کی گئیں۔ اگر وہابیوں کی ایسی ایسی چالاکیاں جمع کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے بہر حال انصاف کو ان کی تقیہ بازی کا حال معلوم کرنے کیلئے اس قدر کافی ہے۔

(۲) امکانِ کذب: یعنی خدا تعالیٰ کے جھوٹ بول دینے کو (معاذ اللہ) جائز اور ممکن سمجھنا۔

عبارت: ''امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں؟'' (براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبیٹھوی ص ۲) اور رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب باری کے قائل کو ضال اور فاسق اور کافر کہنے سے منع کیا اور وقوع کذب کے معنی درست ہونے کی تصریح کر دی۔ اس کا مہری فتویٰ اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ قدس سرہٗ الاقدس کے یہاں موجود ہے اور اس کا فوٹو دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف بند لاہور میں موجود ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ کو بھی وہابیہ کے نزدیک غیب کا علم نہیں۔ البتہ چاہے تو دریافت کر سکتا ہے۔

عبارت: ''سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے۔ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن فرشتہ کو پیر شہید کو امام و امام زادہ کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی''۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۰ مطبوعہ مطبع افتخار دہلی)

(۴) زمان و مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور اُس کی رویت کا بلا جہت و محاذات اثبات (جو مسلمانوں کے اعتقادات میں سے ہے) سب من قبیل بدعات حقیقیہ ہیں۔

عبارت: ''تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقلی و مبحث عینیت و زیادتِ صفات و تاویل متشابہات و اثبات رویت بلا جہت و محاذات و اثبات جوہر فرد و ابطال ہیولیٰ و صورت و نفوس و معقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بعدد بر عالم و امثال آں از مباحث فن کلام و الٰہیات و فلاسفہ ہم از قبیل بدعات حقیقیہ است۔ اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔

(ایضاح الحق مصنفہ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۵، ۳۶)

اس پر تو وہابیہ دیوبندیہ نے بھی نادانستگی میں مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب کی خوب تکفیر و تفسیق و تجہیل و تضلیل کی ہے۔

(دیکھو دیوبندی مولویوں کا ایمان مطبوعہ مطبع اہلسنّت و جماعت بریلوی، جو دفتر حزب الاحناف بند اندرون دہلی دروازہ لاہور سے دستیاب ہو سکتا ہے)

(۵) انکارِ خاتمیت بمعنیٰ آخریت۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کرنا اور آیہ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے ایک نئے معنی اپنے دل سے تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف تراشنا۔

عبارت: ''عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا

کہ تقدم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے"۔ الخ۔

(تحذیر الناس مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۳۱۹ھ صفحہ ۳ مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

دوسری عبارت: "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۱۴) اسی مضمون کی تیسری عبارت: "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تحذیر الناس صفحہ ۱۸، مصنفہ محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

(۶) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثل ونظیر ممکن جاننا۔

عبارت: "پس قول بامکان وجود مثل اصلاً منجر بتکذیب نصی از نصوص دیگر و سلب قرآن مجید بعد از انزال ممکن است"۔

(یکروزی مصنفہ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی مطبع فاروقی صفحہ ۱۴۴)

(۷) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی کہنا۔

عبارت: "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

"لطیفہ: مولوی محمد اسماعیل صاحب کا قول تو یہ ہے کہ بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور صفحہ ۷۱ میں اہلسنت کو مغالطہ دینے کیلئے سترھویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

اب کوئی ان صاحبوں سے دریافت کرے کہ اسماعیل آپ کے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں؟

دوسری عبارت: "پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ خود نص کے موافق ہی کہتا ہے"۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۳)

تیسری عبارت: "اولیاء انبیاء امام امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی"۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰ مطبوعہ مطبع افتخار دہلی)

(۸) انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل کو امت سے کم بتانا۔

عبارت: "انبیاء امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں"۔

(تحذیر الناس ص ۸)

(۹) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان سے کم جاننا۔

عبارت: شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم

کوکون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کورد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱)

دوسری عبارت: "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ"۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۲)

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

عبارت: "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔

(حفظ الایمان مطبع مجتبائی مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۷، ۸)

(۱۱) مدرسہ دیوبند کے تعلق سے فخر عالم علیہ السلام کو اُردو بولنا آ گیا۔ (معاذ اللہ)

عبارت: "ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا۔ آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ۔ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۲۶)

(۱۲) "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔ بلفظہ

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴)

ہم تو بڑا مخلوق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کو جانتے ہیں۔ اگر وہابیہ بھی انہیں بڑا مخلوق کہتے ہیں جب تو یہ انبیاء کی کھلی توہین ہے۔ اگر انہیں بڑا مخلوق نہیں کہتے تو کس کو بڑا مانتے ہیں؟ اس سے انبیاء دوسروں سے چھوٹے ٹھہریں گے یہ بھی توہین ہے۔

(۱۳) تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ان الفاظ میں افترا کیا ہے

عبارت: "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۰)

(۱۴) نماز میں حضرت کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ (معاذ اللہ)

عبارت: "وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔

(صراط المستقیم صفحہ ۹۵)

(۱۵) اپنے پیروں کی نسبت وہابیہ کی تعلیاں۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی نے اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ کر امور قدسیہ سے بہت بلند اور نادر چیزیں اُن کے سامنے پیش کیں اور فرمایا کہ تمہیں میں نے اتنا دیا ہے اور بہت کچھ دوں گا۔ (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیائی صفحہ ۱۷۵)

مسلمانو! شفا شریف میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمنشینی۔ اُس تک صعود۔ اُس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو وہ کافر ہے۔ (کذلک) ای یکفر من ادعی

مجالسة اللّٰہ تعالیٰ والعروج الیہ ومکالمعہ) ملخصاً

(۱۶) اپنے پیر یا اُستاد کو نبی یا رسول یا اُن کا ثانی بنانا اور اُس کے غلام کو کسی رسول کا ثانی کہنا:

زبان پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اُعلُ ہُبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی
(مرثیہ رشید احمد گنگوہی مصنفہ محمود حسن دیو بندی صفحہ ۶)

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا اُن کے لقب ہے یوسفِ ثانی
(مرثیہ رشید احمد گنگوہی مصنفہ محمود حسن دیو بندی صفحہ ۱۱)

(۱۷) اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے۔" کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں۔ اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے

میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی۔ زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ لیکن بدستور بے حسی تھی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا اَشْرَفَ عَلِیْ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا اور بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ (از رسالۃ الامداد بابت صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

اہلِ اسلام: اپنے قلوب سے فتویٰ لیں کہ آیا کسی کامل الایمان کی زبان سے سوتے جاگتے کسی حال میں کلمہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی جگہ کسی دوسرے کا نام نکل سکتا ہے یا ایسا وہم بھی ہو سکتا ہے چہ جائیکہ دوسرے کی محبت اس قدر غالب ہو کہ بار بار کی کوششوں پر بھی زبان سے حضور کا نام نہ نکلے اور اشرف

علی ہی کا نام خواب میں کیا بیداری میں نیسا کہہ کر لیتا جائے اور اس روز ایسا ہی کچھ حال رہے اور حضرت کا نام لینے سے مجبور ہو جائے۔ اگر خدا نہ کرے کسی کی ایسی حالت ہوئی ہو تو یہ سخت قہر الٰہی اور شیطان کا زبردست تسلط تھا۔ اگر اسی حالت میں موت آجاتی تو دنیا سے بے ایمان جاتا (العیاذ باللہ) یہ تو مرید کی حالت تھی، مگر پیر اس سے زیادہ خراب حالت میں ہے۔ مرید نے تو اس کو غلطی بھی خیال کیا اور اس کو رفع کرنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ غلطی خوب جمی ہوئی اور قلب میں سرایت کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ مجبور رہا۔ پیر صاحب اس کو غلطی بھی نہیں قرار دیتے اور اس کے دفع و ازالہ کی ہدایت بھی نہیں فرماتے بلکہ اس پر مرید کو پختہ اور مستقل کرنے کیلئے اس حالت بد کا حالتِ محمودہ ہونا اس طرح مرید کی خاطر گزیں کرتے ہیں کہ اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی اشرف علی) وہ متبع سنت ہے۔ اس سے اور دوسرے مریدوں کو جرأت دلائی جاتی ہے کہ اشرف علی کے متبع سنت ہونے کی تسلی اس طرح ہوتی ہے کہ کلمہ شریف اور درود شریف میں اس کا نام لیا جائے اور اس کو نبی کہا جائے۔ اب کون مرید ہے جو پیر کے متبع سنت ہونے کی طرف سے تسلی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تعلیم ہے کہ سارے مرید اس طرح کہا کریں۔ اسی لئے اس واقعہ اور خواب کو اپنے یہاں چھاپ کر مشتہر کیا تاکہ اور مرید اس راستہ پر آئیں۔

مسلمانو! آنکھیں کھولو، بیدار ہو، رہزنوں کو پہچانو، اپنے ایمان کو بچاؤ، وہابیہ دیوبندیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تو توہین و تنقیص کے درپے ہیں اور اپنے آپ رسول بننا چاہتے ہیں۔ اب ان کی گمراہی اور بے دینی میں کیا کسر رہ گئی۔ صرف اتنا اور باقی ہے کہ کلمہ شریف میں اللہ کے نام پاک کی جگہ خواب و بیداری میں اشرف علی کا نام

لیا جائے اور جواب میں کہہ دے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ تم جس طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع [1] سنت ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱۸) سیدتنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہل بیت نبوت و رسالت کی سخت تشنیع توہین۔

عبارت۔ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن معا اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن عورت اس کے ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔ (منقول از رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ)

مسلمانوں! ہزار افسوس! بے شمار افسوس!! اس چودھویں صدی کے حکیم امت کو حضرت ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پاس ادب اور عظمت واحترام

---

[1] صراط مستقیم صفحہ ۱۶۷ میں یہ راستہ بھی بتا دیا ہے۔ عبارت۔ از جملہ آں شدت تعلق قلب است بمرشد خود استقلالاً نہ باں لاحظہ کہ ایں مخص ناوان فیض حضرت حق است وواسطہ ہدایت اوست بلکہ بکیفیتیکہ متعلق عشق عماں مگر دو چنانچہ یکے از اکابر ایں طریق فرمودہ کہ اگر حق جل وعلا ودر غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر آئینہ مرا با والتفات وکار نیست۔ یہاں تو پیر کے ساتھ وہ شدید تعلق تعلیم کیا جاتا ہے کہ بالاستقلال اس کے ساتھ رابطہ اور تعلق ہو اور اس کے واسطہ فیض و ہدایت ہونے کا بھی لحاظ نہ کیا جائے بلکہ یہاں تک نوبت پہنچے کہ اگر خدا پیر کے سوا کسی اور صورت ظاہر ہو تو اس کی طرف التفات بھی نہ کیا جائے مگر یہ سب رہتے پیر ہی کیلئے ہیں۔ جناب رسالت مآب کے ساتھ شدت تعلق روا نہیں ان کا خیال آنے سے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانا اس صراط مستقیم میں بہتر بتایا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

لطیفہ۔ مولوی اسماعیل نے اسی صفحہ والے مضمون کو تقویۃ الایمان میں بے ادبی بتایا ہے۔ یہ تقیہ کا ایک اور نمونہ ہے

بھی نہ رہا۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کی ایسی ہی سن و سال کی مرغوبہ سے شادی ہو جائے گی۔ ماں کے آنے کو جورو ملنے سے کوئی جاہل بھی تعبیر نہ کرے گا۔ مولوی اشرف علی کی غیرت و حمیت اس درجہ پر پہنچ گئی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غبار پائے ناقہ پاک پر ہماری ماؤں کی جانیں قربان۔ اللہ شرم و حیا ایمان دے۔

(۱۹) تذکرۃ الرشید مصدقہ خلیل احمد انبیٹھوی میں حاجی امداد اللہ صاحب کے سر ایک خواب تھوپا ہے۔ جس سے وہابیہ کی باطنی حالت نظر آتی ہے۔

عبارت: ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں۔ (یعنی دیوبندی) اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اوّل، صفحہ ۴۶)

مسلمانو! دیکھا یہ ہے وہابیہ کے قلوب میں حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت۔ پیر کو بڑھانے اور اپنے واجب التعظیم ثابت کرنے کیلئے کیا کیا خواب تراشے جاتے ہیں۔

(۲۰) چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں۔ لاریب یہ امر زبون ہے۔ آہ بلفظہ (سبیل الرشاد رشید احمد گنگوہی)

(۲۱) وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی مومن باقی نہیں رہا۔ سب بے ایمان اور کافر ہیں

عبارت: پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی۔ سو جان نکال لے گی جس کے دل میں رائی کے

دانہ بھر ایمان ہوگا سو رہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جائیں گے باپ داروں کے دین پر (اسی بیان میں چند سطر کے بعد لکھتے ہیں) سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴)

(۲۲) تمام نذر و نیاز اور منتیں کرنے والے اور انبیاء اولیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ابوجہل کے برابر مشرک ہیں۔

عبارت: پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اُن کا (بت پرستوں کا) کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ بلفظہ تقویۃ الایمان ص ۸

(۲۳) وہابیہ کا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے حواس کہنا اور یہ کہنا کہ بے حواسی کی وجہ سے احکام الٰہی تو اُن کی سمجھ میں نہیں آتے اور خوف و دہشت کی وجہ سے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے۔ آپس میں کمیٹی کر کے امنا و صدقنا کر لیتے ہیں تو قرآن پاک آپس کی باتیں رہیں کلام الٰہی ہونے کا تو انکار ہوگیا۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔

عبارت: اس کے دربار میں اُن کا یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم دیتا ہے یہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب و دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے امنا و صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰)

(۲۴) علمائے دیوبند کی ترجیح اور علمائے مکہ کی توہین۔

عبارت: علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں۔ جس مسلمان منصف کا دل چاہے بچشم خود دیکھ لے کہ ظاہر لباس و ہیئت موافق شرع کے

رکھتے ہیں اور نماز کو بجماعت بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرط قدرت کو تاہی نہیں کرتے اور تحریر فتوئی میں رعایت غنی وفقیر کی نہیں۔ حق جواب دیتے ہیں اور جو اُن کو کوئی متنبہ کسی خطاء پر کرادے تو بشرط صحت کے قبول سے دریغ نہیں بسر وچشم معترف ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ امتحان کرلے اور یہی قبولیت عنداللہ تعالیٰ کا نشان ہے اور علماء مکہ معظمہ کا حال جس نے عقل وعلم کے ساتھ دیکھا وہ خوب جانتا ہے۔ جو نہیں گیا وہ ثقات کے بیان سے مثل مشاہدہ کے جانتا ہے اور اکثر وہاں کے علماء نہ کہ سب کیونکہ اکثر وہاں متقی بھی ہیں۔ اس حالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسبال آستین اور چوغہ کے دامن وقمیص میں کرتے ہیں۔ ریش اکثر اُن کی قبضہ سے کم۔ نماز میں بے احتیاطی۔ امر بالمعروف کا باوصف قدرت کے نام ونشان نہیں۔ اکثر انگوٹھی چھلے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں۔ قطع صفوف شائع ہے۔ فتوئی نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوالو۔ اگر اُن کے عصیان سے کوئی مطلع کردے تو مارنے کو موجود ہو جائیں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابوطالب کو مومن لکھ دیا۔ خلاف روایت صحاح احادیث کے۔ آہ بلفظہٖ (براہین قاطعہ صفحہ ۱۸،۱۹)

نوٹ: نمونہ کے طور پر وہابیہ کی چند خرافات لکھی گئیں تاکہ مسلمان ان سے پرہیز کریں اور اپنے دین ومذہب کو محفوظ رکھیں۔ ہر ایک حوالہ صحیح ہے۔ اگر کوئی حوالہ غلط ثابت کر دے تو فی غلطی سو روپیہ انعام۔